بسم اللہ الرحمن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

عبدالقدیر نیاز

بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۴۵ء

ماہ احسان ہش ۱۳۲۴

جلد ۴۴ عدد ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے مگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیئس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۴۵ء | عدد ۶

فہرست مضامین

جناب سید سلیمان صاحب ندوی سے ایک علمی، دلچسپ اور مفید خط و کتابت ... ص ۲
از مولوی عطا محمد صاحب اورئینٹل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب سید سلیمان صاحب ندوی سے ایک علمی، دلچسپ اور مفید خط وکتابت

(از مولوی عطا محمد صاحب (امرتسر)

نومبر سنہ ۱۹۴۳ء میں ایک صاحب سید وجاہت حسین صاحب کی طرف سے رسالہ معارف اعظم گڑھ میں دو تین سوالات اور سید سلیمان صاحب ندوی کی طرف سے ان سوالات کے جوابات شائع ہوئے۔ اس سے قبل اگرچہ سید سلیمان صاحب ندوی کی کوئی تصنیف میری نظر سے نہ گذری تھی لیکن چونکہ علامہ شبلی کی سیرت النبیؐ کی پہلی دو جلدیں میں مطالعہ کر چکا تھا، اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ سید صاحب اس کتاب کی تکمیل کر رہے ہیں، لہٰذا یہ خیال کر کے کہ ایسی بلند پایہ اور مقدس کتاب کی تکمیل کرنیوالا انسان یقیناً بہت بڑا علامہ اور نہایت ہی متقی اور پرہیزگار اور خدا ترس آدمی ہوگا۔ میں سید صاحب کی نسبت بہت حسن ظنی رکھتا تھا، اور اس حسن ظنی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی زندہ جاوید کتاب تفسیر کبیر میں سید صاحب کی ایک کتاب ارض القرآن میں سے نہ صرف یہ کہ ایک اقتباس درج فرمایا ہے بلکہ حضور نے سید صاحب کی تحقیق سے اتفاق کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ مگر چونکہ ان جوابات میں بھی مجھے وہی بات نظر آئی جو بالعموم ضدی اور متعصب مُلّا محض حق پوشی کی راہ سے اپنی تحریر و تقریر میں ظاہر کیا کرتے ہیں۔

اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ مسئلۂ نبوت پر سید سلیمان صاحب سے خط وکتابت کیجاوے اس خط وکتابت سے پہلے میں نے ان جوابات کے متعلق سید صاحب کو ایک طویل خط لکھا مگر چونکہ مجھے یہ یقین تھا کہ وہ اس جواب کو رسالہ معارف میں ہرگز شائع نہ کریں گے۔ اور میرا یہ مقصد بھی تھا کہ کم از کم سائل صاحب کو سوالات کے اصل جوابات سے آگاہی ہو جاوے میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ خط جو سید سلیمان صاحب کے نام لکھا تھا سید وجاہت حسین صاحب کے پتہ پر رسالہ میں درج تھا بذریعہ ڈاک بھیجدیا۔ مگر نہ معلوم پتہ غلط لکھا تھا یا کیا سبب ہوا خط دس بارہ دن کے بعد ڈیڈ لیٹر آفس کی معرفت مجھے واپس مل گیا۔ چونکہ موجودہ خط وکتابت کا اصل محرک وہی سلسلہ سوال و جواب تھا اسلئے اپنے ناظرین کی آگاہی اور صفائی بیان کے لئے رسالہ مذکور میں سے وہ سوالات مع اُن کے جوابات کے درج کئے جاتے ہیں۔

معارف نمبرہ جلد ۵۲ صفحہ ۳۹۱

سیرت النبیؐ کی تکمیل۔ رجوع کئے ہوئے مسائل اور دو قادیانی وسوسوں کے جوابات

جناب سید وجاہت حسین صاحب محلہ بیگ مسکین ڈاکخانہ سورج گڑھا ضلع مونگیر

سوال ع۳۔ قادیانی آیت کلام پاک "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا" سے نبوت کا جاری رہنا بتلاتے ہیں۔ یعنی ختم نبوت نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔

سوال ع۴۔ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب قرآن کریم نے گالی گلوچ خود استعمال کیا ہے (نعوذ باللہ)، تو مرزا غلام احمد صاحب نے اگر کسی کو گالی دی تو کیا بُرا کیا۔ ان کا یہ عمل قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف کیوں متصور ہو۔ اور اس کلام کے ثبوت میں وہ سورہ قلم کی وہ آیات پیش کرتے ہیں جو لفظ زنیم پر ختم ہوتی ہیں۔"

جواب از سید سلیمان صاحب

جواب سوال ع۳۔ قادیانیوں کا یہ پیدا کردہ وسوسہ صحیح نہیں۔ اس آیت پاک کے معنی یہ ہیں کہ انبیائے کرام کی تکذیب کا عذاب اعلانِ نبوت سے پہلے نہیں ہوتا۔ نہ یہ کہ ہر وہ عذاب جو دُنیا پر طاری ہو وہ نعوذ باللہ ایک نئے نبی کے ظہور کو مستلزم ہو جائے۔ بلکہ اِس آیت پاک سے جو کچھ ظاہر ہے وہ یہ کہ نبوتِ محمدی ظاہر ہو چکی۔ نبی آچکا۔ اب اُس وقت سے لیکر تا قیامت مکذبین معذب ہوں گے۔ غرض ہر نبی کی تکذیب پر بالآخر عذاب آنا ضروری ہے لیکن ہر نئے عذاب کے وقت نئے نبی کا آنا ضروری نہیں۔ یہ اُلٹی گنگا ہے جو بہائی جارہی ہے۔

جواب سوال ع۴ :۔ قرآن مجید میں نعوذ باللہ گالی ہو یہ صریح بہتان ہے۔ اس میں کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گالی گلوچ نہیں بلکہ واقعات کا اظہار ہے۔ جس آیت کریمہ کو قادیانی ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ مع ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ
بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝ (قلم)

آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانیوالا ہو۔ بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔ نیک کام سے روکنے والا ہو۔ حد سے گذرنے والا ہو۔ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہو۔ سخت مزاج ہو۔ اسکے علاوہ اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے خاندان میں منسوب ہو۔

اس میں سخت تر لفظ زنیم کو کہا جا سکتا ہے۔ زنیم کے معنی ہیں :۔

ای المنتسب الیٰ قوم ھو معلق بھم لا منھم (مفردات راغب صفحہ ۲۱۱)

یعنی جو کوئی کسی قوم کی طرف منسوب ہو وہ اس سے اگرچہ متعلق ہو لیکن اس میں سے نہ ہو۔

اب یہ دیکھیے۔ کہ یہ اوصاف جن لوگوں کے بیان کئے گئے ہیں وہ واقعی ان سے حامل تھے یا نعوذ باللہ بذریعہ عناد میں ایسا کہا گیا ہے۔ روایات شاہد ہیں کہ ان آیات پاک میں جن لوگوں کا تذکرہ آیا ہے وہ بعینہ انہیں اوصاف کے تھے۔ منجملہ ان کے ایک شخص اسود بن عبد یغوث زہری تھا۔ وہ بنو زہرہ کی طرف منسوب تھا حالانکہ اس قبیلہ سے اس کا تعلق نہ تھا۔ اسی طرح اخنس بن شریق دراصل ثقفی تھا مگر بنو زہرہ کے حلیف ہونیکی وجہ سے اسی جماعت سے سمجھا جاتا تھا۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۹ صفحہ ۱۵) تو گیا اس کو لغتہً و واقعتہً اگر زنیم منسوب بہ طرف قبیلۂ غیر کہا گیا تو کیا نعوذ باللہ اس کو گالی سے تعبیر کیا جائے گا ؟ اس لئے بطور اظہار واقعہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا کہ جو لوگ ان اوصاف کے ہیں ان سے لگاؤ نہ رکھیں۔ اُن کی باتوں میں نہ آئیں۔ نہ یہ کہ نعوذ باللہ چونکہ وہ لوگ ایمان نہ لائے اسلئے وہ لوگ ایسے ہیں اور ویسے۔ اگر نعوذ باللہ یہ ہوتا تو اس کو گالی گلوچ سے تعبیر کر سکتے تھے۔ ایسی گل فشانیوں کا اندازہ آپ کو قادیانی لٹریچر کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ قادیانی لٹریچر کے ان ہفوات کو آیاتِ قرآنی کے مماثل کہنا یہ بڑی نادانی اور سخت گستاخی ہے۔"

"سیّد"

اسکے جواب میں وہ خط جو میں نے سید صاحب کی خدمت میں لکھا تھا بجنسہٖ درج ذیل کیا جاتا ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی سید وجاہت حسین صاحب !

Digitized by Khilafat Library Rabwah

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ خط کس غیر معروف آدمی کا آگیا ہے۔ مگر حیران ہونے کی بات نہیں۔ آپ نے سید سلیمان ندوی سے چند ایک استفسارات معارف ماہ نومبر ۴۳ء میں کئے ہیں جن کے انہوں نے جوابات دیئے ہیں۔ چونکہ وہ جوابات حق پوشی پر مبنی ہیں۔ میں نے جواب تو سید سلیمان صاحب کی خدمت میں ہی تحریر کئے تھے مگر چونکہ مجھے شک تھا کہ وہ ان جوابات سے آپ کو آگاہ کرنے میں تامل کریں گے اس لئے میں نے یہ ان کے نام کا خط آپ کی خدمت میں بھیجنا مناسب سمجھا۔ تاکہ آپ کو اس جوابات سے اطلاع ہو جاوے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری یہ تحریر سید سلیمان صاحب کی خدمت میں بھیجکر ان سے جواب کے طالب ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو ان کو مجبور کریں کہ وہ ان کے جوابات اپنے رسالہ میں شائع فرمائیں۔

اس سے زیادہ فی الحال میں کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اور یہ سطور بھی بامتثال امر الٰہی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ماتحت تحریر کر رہا ہوں۔ کمی بیشی الفاظ سے معاف فرمائیں۔

اگر آپ مناسب سمجھیں تو مزید تحقیق کے لئے بندہ سے سلسلۂ رسل و رسائل قائم فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آں مکرم کی تسلی کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔

والسلام

عاجز عطا محمد۔ اورسئیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر ۱۲/۱۶ ؁۴۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نوٹ:۔ آپ کو اسی خدا کی قسم ہے جس کی قسم دینے پر آنحضرت صلعم بھی توجہ سے بات سنا کرتے تھے کہ اس عریضہ کو اول سے آخر تک ضرور ملاحظہ فرمائیں اور اس پر مخلی بالطبع ہو کر غور فرمائیں۔ نیز جواب سے ضرور سرفراز فرمائیں۔

مکرمی سید سلیمان صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔ رسالہ معارف ماہ نومبر ۴۳ء میں آں مکرم نے ایک صاحب سید وجاہت حسین صاحب کے دو تین سوالوں کے جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے مجھے صرف تیسرے اور چوتھے سوال کے جواب کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

(۱) آپ نے اپنی تحریر میں جو قادیانی کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ آپکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوب معلوم ہے کہ قادیان ایک بستی کا نام ہے۔ وہاں مختلف المذاہب لوگ رہتے ہیں۔ اور محض اس بناء پر کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیان کے باشندہ تھے۔ ان کے مرید قادیانی کے نام سے نہیں پکارے جاسکتے۔ کیونکہ قادیانی ایک آریہ اور سکھ بھی ہو سکتا ہے۔ اور بوجہ قادیان کا باشندہ ہونیکے ایک احمدی بھی قادیانی کہلا سکتا ہے مگر ہر احمدی کو قادیانی نہیں کہہ سکتے۔

سید وجاہت حسین صاحب کے متعلق تو مجھے معلوم نہیں کس قابلیت کے انسان ہیں مگر آپ کی علمی فضیلت تو مسلّمہ ہے۔ آپ کی عالمانہ شان سے یہ بالکل بعید بات ہے کہ جس گڑھے میں ایک سائل اپنی نادانی کی وجہ سے گرا ہے اسی میں آپنے مشعلِ علم ہاتھ میں رکھتے ہوئے چھلانگ لگا دی ہے۔ کم از کم جہاں ایک دینی مسئلہ کے متعلق آپ کا فرض تھا کہ سائل کی صحیح راہنمائی کریں اسی طرح اس دوسرے مسئلہ میں بھی سائل کو راہِ راست پر لانا آپ ہی کا کام تھا۔ اگر آپنے احمدیہ لٹریچر پڑھا ہے تو یقیناً آپ اس سے ناواقف نہ ہوں گے کہ مرزا صاحبؑ نے اپنے ماننے والوں کا نام احمدی تجویز فرمایا ہے اور دوسرے شریف اصحاب سے توقع ظاہر فرمائی ہے کہ وہ انہیں احمدی کے نام سے پکارا کریں۔ پس اگر اس بات کا علم رکھتے ہوئے آپنے احمدی کی بجائے قادیانی کا لفظ استعمال فرمایا ہے تو نصِ قرآنی لا تنابزوا بالالقاب کی صریح نافرمانی کی ہے جس سے اس پیرانہ سالی میں آپ کو احتراز کرنا اولیٰ ہے۔

اس کے بعد میں آیت قرآنی "ماکنا معذّبین حتّٰی نبعث رسولاً" کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں بھی آپ نے محض حق پوشی کی راہ سے سائل کو سیدھا سادہ جواب دینے کی بجائے ایک بہتان تو احمدی غریبوں کے سر تھوپ دیا ہے کہ گویا وہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ہر عذاب کے وقت ایک نئے نبی کا ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ جو شخص احمدی حضرات کے معتقدات اور قرآن کریم سے ذرا بھی مس رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آیت موصوفہ بالا سے احمدیوں کا استدلال صرف اور صرف یہ ہے کہ گو ہر عذاب کے وقت نبی کا موجود ہونا ضروری نہیں مگر ہر نبی کے انکار پر عذاب کا آنا ضروری ہے۔ اور اس آیت شریفہ میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔ جس طرح ضروری نہیں کہ ہر مرنیوالے نے سم الفار کھایا ہو مگر ہر سم الفار کھانیوالے کا مرنا ضروری ہے۔ چنانچہ گو آپنے قولوا قولاً سدیداً پر عمل نہیں کیا تاہم آپ کے قلم سے بے اختیار یہ حقیقت بے نقاب ہو گئی ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں "قادیانیوں کا یہ پیدا کردہ وسوسہ صحیح نہیں۔ اس آیت پاک کے معنی یہ ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انبیائے کرام کی تکذیب کرنیکا عذاب، اعلانِ نبوت سے پہلے نہیں ہوتا" جناب بندہ! احمدی کب یہ کہتے ہیں اور کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انبیاء کی تکذیب کرنیکا عذاب اعلانِ نبوت سے پہلے ہوتا ہے۔ جبکہ ارشادِ خداوندی ہی یہ ہے کہ جب تک ہم رسول بھیجکر متنبہ نہ کریں کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا کرتے۔ پس احمدیوں کا استدلال بالکل معقول ہے۔ ہر عقلمند کے قبول کرنے کے لائق ہے۔ آپ خود اپنے گھر میں اس پر عمل پیرا ہیں۔ پہلے بیوی بچوں کو کسی بات سے منع کرتے یا کسی امر کا حکم دیتے ہونگے اور پھر خلاف ورزی پر تنبیہہ یا زجر و توبیخ فرماتے ہوں گے۔ کلامِ الہٰی کا یہی منشاء ہے کہ جو قوم اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے عذاب کی مستحق ٹھیر جاتی ہے اُسے عذاب دینے سے قبل ایک موقعہ اپنی حالت سُدھارنے کا دیا جاتا ہے۔ پس اگر رسول یا نبی کی فرمانبرداری سے قوم اپنے تئیں رحمت کا مستحق بنالے تو بہتر ورنہ نزولِ عذاب کے لئے ایک وجہ موجبہ پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کی کئی آیات اِس مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ بخوفِ طوالت، صرف ایک دو پر کفایت کرتا ہوں۔

(۱) لو انّآ اھلکنٰھم بعذابٍ من قبلہٖ لقالوا ربّنا لولا ارسلت الینا رسولًا فنتّبع اٰیٰتک من قبل ان نذلّ ونخزٰی (طٰہٰ ع)

(۲) رسلًا مبشّرین ومنذرین لئلّا یکون للنّاس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرّسل وکان اللّٰہ عزیزًا حکیمًا ۝ (نساء ع ۲۳)

باقی آپ کا یہ فرمانا کہ "اِس آیت پاک سے جو کچھ ظاہر ہے وہ یہ کہ نبوت محمدیؐ ظاہر ہو چکی، نبی آچکا، اب اُس وقت سے لیکر تا قیامت مکذّبین معذّب ہوں گے" غلط مبحث سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اِس آیت شریفہ سے ہرگز ہرگز یہ استدلال نہیں ہوتا۔ کہ نبوت محمدیؐ ظاہر ہو چکی، اور نبی آچکا۔ یہ سراسر تکمیں حق با لباطل کی راہ ہے آپ ایسا لکھ رہے ہیں جو آپ ایسے عالم کی شان سے بہت بعید ہے۔ اور اگر اس آیت یا قرآن کریم کی کسی اور آیت سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے تو اُسے پیش فرمائیے۔ اِس آیت میں ایسا کونسا لفظ ہے جس سے یہ مفہوم مستنبط ہوتا ہے۔

مولانا! آپ اب عمر کے آخری حصّہ سے گذر رہے ہیں۔ خدا جانے چار دن زندگی باقی ہے یا نہیں۔ اب جلد یا بدیر اللہ تعالیٰ سے معاملہ پڑنیوالا ہے۔ پس برائے خدا آپ اپنی اغلاطی کی اصلاح فرمائیں اور اپنے مولا کو راضی کرنیکی کوشش کریں۔ معارف میں آپنے بہتیرے مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھے، تحقیقاتیں کیں، دُنیا میں نام پایا، روپیہ کمایا، سب کچھ ہوا۔ لیکن اگر ناموری یا شہرت کو بٹہ لگنے کے ڈر سے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرکے خدا کو ناراض کرتے رہے تو دُنیا کی عزت و شہرت وہاں ہرگز ہرگز کسی کام نہ آوے گی۔

قل ان کان اٰبآؤکم و ابنآؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یھدی القوم الفاسقین ۝

مولانا! ایمان سے کہیں، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُنیا تعلیم و تعلّم کی زحمت سے آزاد ہوگئی ہے؟ کیا اب انسان مکلّف نہیں رہے؟ کیا اب یہ انسانی فطرت کہ نبی سے جس قدر دُوری ہوتی جاوے اُسی قدر اُس کی تعلیم سے دُوری اور اعمال میں کمزوری پیدا ہوتی جاتی ہے تبدیل ہوگئی ہے؟ کیا آنحضرت صلعم نے خود ہی نہیں فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا الکذب۔ پھر اگر اِن حالات میں صحیح راہ بتلانے کے لئے آپ جیسے علماء کی امّت کو ضرورت ہو سکتی ہے تو آپ جیسے علماء کی غلطیوں، غلط فہمیوں اور کجرائیوں کو دُور کرنے کے لئے علمائے ربانی کی ضرورت کیوں نہیں؟ کیا آپ نے اپنے بعض معتقدات سے رسالہ معارف کے ذریعہ ہی رجوع کا اظہار نہیں فرمایا؟ اگر آپ نے فی الواقعہ حق پسندی کی نیت سے ایسا کیا ہے کہ جو مسئلہ جس طرح سمجھ میں آیا حق و راستی کی رعایت سے اسی طرح لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے تو پھر کیا آپ اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ کا دعویٰ قرآن و حدیث کے صریح برخلاف ہے؟ کیا آپ سے "ماذا اجبتم المرسلین" کا سوال کیا جائے تو آپ اپنے موجودہ عقائد کی رو سے اس سوال کے جواب سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں؟ کیا آپ کو اِس بات کی خبر نہیں کہ قرآن کریم میں سوائے خاتم النبیینؐ کے ایک آیت بھی ایسی نہیں جس سے نبوت کے مسدود ہونیکا مفہوم نکلتا ہو نصِ صریح کا ملنا تو بڑی بات ہے کسی ایک آیت سے بھی اشارۃً و کنایۃً بھی یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ اب آئندہ بابِ نبوت مسدود ہے؟ اور ہاں آپ تو عالم ہیں کیا خاتم النبیین کے معنے "نبیوں کو ختم کرنیوالا" ہیں؟ اگر خاتَم کے معنے ختم کرنیوالا ہیں تو کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو فہمِ کلام کی بھی لیاقت نہ تھی کہ کفار نے سوال تو اُبوّت کے متعلق کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اللہ تعالیٰ نبوت کا بے تعلق جھگڑا درمیان میں لے آیا۔ کیا ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کی اس سے بڑھکر مثال کسی اور جگہ بھی مل سکتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قرآن کریم میں نبوت بند ماننے والوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۚ حَتّٰٓى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ (المومن ع ۴) اور یہ بھی آپ نے خیال فرمایا کہ اگر نبوت بند کرنی ہو۔ باب نبوت مسدود کرنا منظور ہو تو "لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا" کا قہری اور واشگاف حکم نازل کرنا پڑے گا جس سے ادنیٰ سے ادنیٰ فہم کا آدمی بھی منشائے متکلم سے واقف ہو سکے نہ کہ خاتم النبیین کے الفاظ استعمال کئے جاویں گے۔ جس کے حقیقی چھوڑ مجازی معنے بھی اس مفہوم کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔

مولوی صاحب! میرے جیسے ہیچمدان کو بھی اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شرح صدر کی دولت حاصل ہے۔ آپ جیسے علماء کی سمجھ میں یہ آسان سی بات کیوں نہیں آتی خدارا غور کریں، کہیں متکبر اور جبار کی وعید کے مصداق تو نہیں۔ اور خدا کی اطاعت تو انبیاء کی اطاعت سے وابستہ تھی، کیا خدا نے اب بندوں کی تخلیق کی غرض وغایت (ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون) بھی بدل ڈالی۔ پہلے تو ایمان کا امتحان دیکر لوگ پاس ہوتے تھے اب بغیر امتحان ہی سرٹیفکیٹ ملنے لگے۔ (احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون؟) یہ کیا اندھیر گردی ہوگئی۔ کیا خدا تعالےٰ نے اپنا کلیہ بیان کرکے بھلا دیا (اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا) کہ ہر دفعہ موت کے بعد وہ زندگی بخشیگا کیا جسمانی طور پر ہر سال ہر فصل کے لئے علیحدہ بارش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیا ہر نسل کی ہدایت کیلئے نئے معلم نہیں پیدا ہوتے۔ مولوی صاحب! خدا کے لئے حقائق سے چشم پوشی نہ فرمائیے۔ دُنیا تابکے۔ روزے چند آخر کار با خداوند!!!

دوسرا بہتان سائل اور مجیب دونوں نے غریب احمدیوں کے سر یہ تھوپا ہے کہ وہ کہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن میں نعوذ باللہ گالی گلوچ ہے۔ اس کے جواب میں سب سے پہلی بات جو کہنے والی ہے۔ وہ لعنۃ اللہ علی الکذبین ہے۔ دوسری بات اس سلسلہ میں کہنے کے لائق یہ ہے کہ احمدی حضرات بھی وہی کہتے ہیں جو آپ کہتے ہیں۔ کہ ایسے الفاظ جو ہوں تو کس قدر تلخ مگر حقیقت پر مبنی ہوں ان کا نام گالی گلوچ نہیں ہے۔ اور اگر ان کا نام نادان معترض کے خیال میں گالی گلوچ ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم میں بھی گالی گلوچ نعوذ باللہ پایا جاتا ہے کیونکہ قریش کے اکابر کو شیطان، شر البریہ اور حمر مستنفرہ اور ان کے بتوں کو حصب جہنم وغیرہ کے کرخت ناموں سے یاد کرنا ہرگز ایسی بات نہیں جس سے کفار قریش خوش ہوئے ہوں۔ اس بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود کا اپنا پاک کلام پیش کر دینا کافی ہوگا۔ آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں:-

"پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہوکر مخالفین نے اللہ جلشانہ اور اسکے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پُر دشنام تالیفات شایع کر دیں۔ قرآن کریم میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودوں کو سب اور شتم سے یاد مت کرو۔ تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالیٰ کی نسبت سب وشتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق ماموریہ کے سب وشتم سے کام لیا گیا۔

اما الجواب۔ پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں۔ اور در حقیقت سب وشتم میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جاوے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونو مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو۔ اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاوے۔ اور اگر ہر ایک سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کرسکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے۔ کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت اور ان کے بارہ میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ ہرگز ایسے نہیں ہیں جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں۔ بلکہ بلاشبہ ان الفاظ نے ان کے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہوگی۔ کیا خدائے تعالیٰ کا کفار مکہ کو مخاطب کرکے یہ فرمانا کہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم معترض کے من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی میں داخل نہیں ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں کفار کو شر البریہ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کی رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا۔ کیا خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ نہیں رکھا گیا۔ کیا حضرت مسیح کا یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو سؤر اور کتے کے نام سے پکارنا اور گلیل کے عالی مرتبہ فرمانروا ہیرودیس کا لومڑی نام رکھنا اور معزز سردار، کاہنوں اور فقیہوں کو کنجری کے ساتھ مثال دینا اور یہودیوں کے بزرگ مقتداؤں کو جو قیصری گورنمنٹ میں اعلیٰ درجہ کے عزت دار اور قیصری درباروں میں کرسی نشین تھے ان کریہہ اور نہایت دلآزار اور خلاف تہذیب لفظوں سے یاد کرنا کہ تم حرامزادے ہو۔ حرام کار ہو۔ شریر ہو۔ بدذات ہو بے ایمان ہو۔ احمق ہو۔ ریاکار ہو شیطان ہو۔ جہنمی ہو۔ تم سانپ ہو۔ سانپوں کے بچے ہو۔ کیا یہ سب الفاظ معترض کی رائے کے موافق فاش اور گندی گالیاں نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ معترض کا اعتراض نہ صرف مجھ پر اور میری کتابوں پر بلکہ درحقیقت معترض نے خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں اور سارے رسولوں پر نہایت درجہ کے جلے سڑے دل کے ساتھ حملہ کیا ہے ۔ . . . . مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ مقدس لوگ پرلے درجہ کے غیر مہذب تھے۔ کیا زمانۂ حال کی موجودہ تہذیب کی انکو بو بھی نہیں پہنچی تھی ؟

اس سوال کا جواب ہمارے سید و مولا مادرم و پدرم براو فدا باد حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین پہلے سے دے چکے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آیتیں اُتریں کہ مشرکین رجس ہیں، پلید ہیں، شر البریہ ہیں، سفہاء ہیں، اور ذریتِ شیطان ہیں اور ان کے معبود وقود النار اور حصب جہنّم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت صلعم کو بُلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دُشنام دہی سے تو قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شر البریہ کہا اور اُن کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنّم اور وقود النّار رکھا۔ اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریتِ شیطان اور پلید ٹھیرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا۔ ورنہ مَیں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے۔ اور یہی تو کام ہے جس کیلئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اِس موت کو قبول کرتا ہوں۔" (صنا)

اِس حوالہ کو پڑھ لینے کے بعد کوئی ذی ہوش اور خدا ترس آدمی احمدیوں پر یہ بہتان لگانے کی جُرأت نہیں کرسکتا۔ کہ وہ قرآن میں گالی گلوچ کے قائل ہیں نعوذ باللہ۔ ہاں اگر ارادۃً راہ زنی اور صدعن سبیل اللہ کا مرتکب ہونا چاہے تو اور بات ہے۔

اِس کے بعد مجھے آپ سے ایک گِلہ بھی کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجود عالم ہونے کے؛ باوجود بظاہر معصومانہ انداز میں اپنی بعض غلطیوں سے رجوع کا اظہار کرنے کے۔ باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی عقیدت کا ڈھول پیٹنے کے آپ کی زبان پر کلمۂ حق کبھی جاری نہیں ہوتا۔ کسی عیسائی کی کتاب سے آپ کوئی استفادہ کریں تو اس کا حوالہ آپ کی کتابوں میں آسکتا ہے، ہندوؤں اور سکھوں کا تذکرہ آپ کی زبان بڑے تشکرانہ انداز میں کرتی ہے۔ اگر نہیں کرتی اور کبھی نہیں کرتی تو احمدیوں اور ان کے امام اور پیشوا کا ذکر ہی نہیں کرتی۔ کیا یہ حد درجہ کے تعصب یا حسد کی دلیل نہیں ہے کہ عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کے جوابات کے لئے آپکو رحمۃ اللہ اور محمد قاسم اور سر سید اور احمد رضا کے نام تو یاد آگئے، مگر جس شخص نے اِس تنِ مُردہ میں جان ڈالی اور جس کے لٹریچر نے مخالفین کی نہ صرف زہریلی کچلیوں کو توڑا، بلکہ اسلامی قلعہ کی فصیل اسقدر بلند اور مضبوط کردی کہ قیامت تک اِس قلعہ کو فتح کرنا تو درکنار اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمن بدنہاد کے لئے ناممکن کر دیا۔ اور جو آج قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس کے ذکر کے لئے آپ کی کتب ورسالجات میں افسوس! صد افسوس!! کہ کوئی جگہ نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِدھر ہمارے بزرگوں کا یہ حال ہے کہ وہ تفسیر کبیر جیسی زندۂ جاوید کتاب میں سید سلیمان ندوی کی ایک تحقیق کا نہ صرف ذکر کرتے ہیں بلکہ اس کا اقتباس درج کر کے شاندار الفاظ میں اس کی تعریف بھی فرماتے ہیں۔

اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ آپ صریح طور پر نہ صرف اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بلکہ قوم کا بیڑا غرق کرنے میں بھی بمقدور کوئی کمی نہیں کر رہے۔ قرآن کریم میں جو اندھے اور سجاکھے کی مثال دی گئی ہے وہ احمدی اور غیر احمدی دونو پر خوب چسپاں ہوتی ہے۔ ایک طرف غیر احمدی ہیں کہ اندھے کی لاٹھی کی طرح بلاتمیز اپنے بیگانے کو اعتراضات کے تیروں کا نشانہ بنا رہے ہیں، دوسروں پر وہ اعتراض کرتے ہیں جن سے اُن کے اپنے بزرگ بھی بچ نہیں سکتے۔ دوسری طرف احمدی ہیں جو سارے جہان کے بزرگوں کو اپنا بزرگ گردانتے دل سے ان کی تعظیم کرتے اور زبان سے اُن کے احسانات کے گُن گاتے ہیں۔ کسی پر ایسا اعتراض نہیں کرتے جو خود اُن پر اُن کے کسی بزرگ پر پڑتا ہو۔ ہر قوم کی بہبودی اور بہتری کے لئے اپنے تن من دھن سے کوشش کر رہے ہیں۔ احمدی دوسروں کو بچانے کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈال رہے ہیں۔ اور غیر احمدی ہیں کہ دشنام دہی، بہتان طرازی، زدوکوب اور دیگر ہر قسم کی مصائب سے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہیں۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تابکجا!

عاجز عطا محمد اورنٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر ۲۷/۱۱/۴۴

۱۳ر جون ۱۹۴۴ء نقل کارڈ بخدمت ایڈیٹر صاحب رسالہ معارف اعظم گڈھ

مکرمی سیّد صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ جیسے علماء کا وجود اِس دورِ قحط الرجال میں از بس غنیمت ہے۔ اور پھر اس پر یہ ہمتِ مردانہ قابلِ صد ستائش ولائقِ ہزار تحسین ہے کہ اِس پیرانہ سری میں بھی سوالات کے جوابات کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کی بہترین جزاء ہو۔

براہِ کرم اپنے مؤقر مجلّہ معارف میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات رقم فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) نبی کی تعریف کیا ہے (۲) اس کی ضرورت کیا ہے (۳) اس کی صداقت کا معیار کیا ہے (۴) گذشتہ انبیاء میں سے کسی ایک کی صداقت بروئے معیار مذکورہ۔ جواب از راہِ کرم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اور گو مختصر ہو مگر ماقل و دل کا مصداق ہو۔ والسلام

نیازمند کا اڈریس پشت کارڈ ہذا پر ملاحظہ فرمائیں۔

ایم عطاء محمدؐ فاضل بی۔ اے اوڈین ٹیچر۔ گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر ۱۳ ۶/۴

نمبر ۱۰۹۰۲ دارالمصنفین اعظم گڈھ مورخہ ۱۹ جون سنہ ۱۹۴۴ء

مکرمی السلام علیکم

گرامی نامہ ملا۔ جن صاحب کے متعلق مذہبی استفسارات کے جواب کی خدمت ہے وہ آجکل وطن گئے ہیں۔ شروع جولائی میں واپس آئیں گے اسلئے اسی وقت آپکے استفسار کا جواب دیا جاویگا۔ اس موضوع پر اردو میں بہت سی کتابیں ہیں ان کو بھی آپ دیکھ سکتے ہیں۔ سیرۃ النبی میں یہ بحث تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ والسلام

[illegible]

نمبر ۵۲۴ دارالمصنفین اعظم گڈھ مورخہ:

مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خوشی ہوئی کہ آپ کے دل میں تلاش حق کی تڑپ ہے۔ آپ نے جو سوالات فرمائے ہیں وہ بہت اہم ہیں اور چند صفحوں میں اونکے جوابات کی گنجائش نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر سیرۃ النبی جلد سوم و چہارم اور خطبات مدراس اس ہیچمدان کی تالیفات میں سے بغور مطالعہ فرمائیں۔ اس کے بعد بھی اگر دل میں کوئی سوال باقی رہے تو ارقام فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ دفع شبہات اور ازالۂ اوہام و خطرات کی کوشش کی جائے گی۔ واللہ مرببیدہ اللہ تعالیٰ

بہتر یہ ہے کہ ان مباحث میں اعتراض و جواب و مباحث سے حتیٰ المقدور پرہیز کیا جائے اور دل کو وساوس سے پاک رکھا جائے۔ جس طرح مریض کو چاہئے کہ حتیٰ الوسع دوا سے پرہیز کرے۔ جب مجبوری ہو تو دوا کھائی جائے۔ اور اس تدبیر سے ازالۂ مرض کیا جائے۔ یہی حال امراضِ قلبی میں بھی ہے۔ ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اسی سوال و جواب و اعتراض و شبہ میں مصروف رہ جاتے ہیں اور ایمان کی دولت سے محرومی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئندہ اگر کوئی خلجان دل میں ہو تو بے تکلفی کے ساتھ بے تامل ارشاد فرمائیں اوسکے ازالہ کی کوشش کی جائے گی۔انشاء اللہ العزیز۔ والسلام۔ سید سلیمان ۱۶ر شعبان ۱۳۶۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

للہ اس خط کو تمام و کمال پڑھ کر از راہِ شفقت علیٰ خلق اللہ شافی جواب عطا فرمائیں۔

مکرمی سید صاحب زادکم اللہ شرفاً و عزاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مکرم کا نامۂ عطوفت شمامہ شرفِ صدور لاکر باعثِ اعزاز ہوا۔ جزاکم اللہ تعالےٰ خیراً۔ یاد آوری کا شکریہ۔ بوجہ تعطیلات موسم گرما بندہ چونکہ گھر چلا گیا تھا۔ اسلئے جواب میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ معاف فرمایئے گا۔ مجھے اس بات سے تو بیحد خوشی ہوئی۔ کہ آں مکرم نے اِس عاجز کو قابلِ خطاب سمجھکر اپنے ہاتھ سے چند سطور لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ مگر اس لحاظ سے بیحد مایوسی ہوئی کہ جس قدر آں مکرم نے سوالات کو اہم قرار دیا ہے ان کے جوابات دیئے جانے کو اتنی اہمیت نہیں دی۔ اگر برعایتِ اختصار کسی قدر اشارات ہی فرما دیتے تو باعثِ کمال شکر گذاری ہوتا۔ اور بہت ممکن تھا کہ خطرات وہم جس کے لئے وہ قدرِ قلیل ہی تریاق ثابت ہوتا۔

آنمکرم نے مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ میں سیرۃ النبی جلد سوم و چہارم اور خطبات مدراس آں مکرم کے مطالعہ کروں۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ خطبات مدراس تو مجھے تاحال نہیں مل سکے البتہ سیرۃ النبی جلد سوم و چہارم کا بالخصوص اور پنجم و ششم کا سرسری مطالعہ مَیں نے کر لیا ہے۔ اور چونکہ آنمکرم نے اس عاجز کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ مطالعہ کے بعد بھی اگر کوئی شکوک ہوں تو تحریر کرنے پر انکے رفع کرنیکی کوشش کی جاوے گی۔ اسلئے میں فی الحال چند ایک باتوں کے متعلق آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ امید ہے کہ جواب باصواب سے جلد سرفراز فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔ جزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء

سیرۃ النبی جلد سوم کے ص۵۸ پر آں مکرم فرماتے ہیں:۔

"لفظ خاتم کی دو قرأتیں ہیں۔ مشہور قرأت تو خاتِم بکسر تا کی ہے (تفسیر ابن جریر) جسکے معنی ختم کرنیوالے اور بند کرنے کے ہیں۔ اور دوسری قرأت خاتَم کی ہے جس کے معنی ہیں وہ شے جس کے ذریعہ سے کوئی شے بند کی جائے۔ اور اس پر مُہر لگائی جائے۔ تاکہ وہ کھولی نہ جاسکے اور نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر سے جاسکے۔ الغرض دونو حالتوں میں آیت پاک کا حاصل معنی ایک ہی ہوگا کہ آپؐ کا وجود پیغمبروں کے سلسلہ کو بند کرنیوالا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان پر مُہر لگا دینے والا ہے۔ کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت میں داخل نہ ہو سکے۔"

(۱) خاتم النبیین کی بحث میں لفظ خاتم کے یہ معنی جو آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ عربی فارسی اردو میں سے کونسی لغت کی رو سے ہیں۔ اگر ہر سہ زبانوں کی ایک ایک مثال نظم یا نثر میں کسی مسلّمہ استاد کی اِن معنوں کی تائید میں تحریر فرمائیں تو باعث کمال شکر گذاری ہوگا۔

(۲) القرآن یفسر بعضه بعضاً کے مسلّمہ اصل کے ماتحت خاتم النبیین کے ان معنوں کی تائید میں زیادہ نہیں صرف ایک آیت قرآن کریم کی تحریر فرمائیں۔ بیحد نوازش ہوگی۔

(۳) علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے موازنہ انیس و دبیر کے صفحہ ۲۹ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"جو لوگ اپنے تئیں دلی کی طرف منسوب کرتے تھے وہ ان الفاظ و محاورات کو وطن کی یادگار سمجھتے تھے۔ چنانچہ غالب و ذوق جو خاتم الشعراء ہیں انکے ہاں وہ الفاظ بے تکلف ملتے ہیں جس کو شیخ ناسخ مدتوں سے چھوڑ چکے تھے۔"

علامہ شبلی کے متعلق افاداتِ مہدی کے صفحہ ۲۷۰ پر ایم مہدی حسن مرحوم لکھتے ہیں:۔

"خاتم المصنّفین شبلی نے ہمارے لئے کم و بیش پانچ ہزار صفحوں کا ذخیرۂ ادب چھوڑا ہے۔"

آپ کے بیان فرمودہ معنی اور اِن بزرگوں کے حوالجات میں استعمال شدہ خاتم کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ کیا قصہ ہے۔ براہِ کرم اس پر مفصّل روشنی ڈالکر ممنون فرمائیں۔

(۴) بخاری شریف جلد دوم ص۱۵۹ مطبوعہ مصر پر مندرجہ ذیل دو حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں:۔

ا۔ "والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتّی لا یقبله احدٌ حتّی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا و ما فیها۔"

ب۔ "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم۔"

آیت خاتم النبیین کے بیان کردہ مفہوم اور بخاری شریف کی اِن احادیث کے مفہوم میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے بُعد المشرقین ہے۔ اور چونکہ بفحوائے ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحیٌ یوحیٰ ممکن نہیں کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اختلاف ہو۔ اسلئے ہر دو کے درمیان توفیق بیان فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۵) "وہ شے جس کے ذریعہ سے کوئی شے بند کی جائے" اپنے غیر کو بند کرتی ہے یا خود ہی بند ہو بیٹھتی ہے۔ یعنی کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود دوسرے انبیاء کو بند کرنیوالا ہے یا آپؐ خود بھی اُسی سلسلہ میں شامل ہو کر خاتم بمعنی مختوم ہو گئے ہیں۔

آں مکرمؐ نے جو مشورہ اِس عاجز کو دیا ہے کہ "بہتر ہے کہ اِن مباحث میں اعتراض وجواب و مباحث سے حتی المقدور پرہیز کیا جاوے اور دل کو وساوس سے پاک رکھا جاوے جس طرح مریض کو چاہیئے کہ حتی الوسع دوا سے پرہیز کرے۔ جب مجبوری ہو تو دوا کھائی جائے اور اس تدبیر سے ازالۂ مرض کیا جائے۔ یہی حال امراضِ قلبی کا بھی ہے۔" افسوس ہے کہ مجھے اس سے بھی اتفاق نہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر انسان مباحثہ کو دانستہ مجادلہ، مکابرہ اور مخادعہ کا رنگ نہ دیدے تو مباحثہ ازدیادِ علم کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز طبّی اصول بھی یہی ہے کہ جونہی کہ جسم میں کسی قسم کی بیماری کے آثار ظاہر ہوں فی الفور کسی قابل حکیم یا ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ مرض کی صحیح تشخیص اور بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

"سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل ÷ چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل"

اس کی جلدی روک تھام ہو سکے۔

امید ہے کہ آں مکرم اِس عریضہ کو غور سے مطالعہ فرماکر اس کا مفصّل جواب تحریر فرمائیں گے۔ اور چونکہ آپ نے اپنی زندگی حق کی اشاعت اور خدمتِ دین کے لئے وقف کر رکھی ہے اِس بات کو ہرگز خاطر میں نہ لائیں گے کہ جواب پر کتنا وقت صرف ہوتا ہے یا کتنی محنت کرنی پڑتی ہے بلکہ ایک طالب حق کو سمجھانے میں ہر ممکن کوشش سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ خاکسار عطا محمدؐ اورنٹیل ٹیچر۔ گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔ مؤرخہ ۵ راکتوبر ۱۹۴۴ء

نقل کارڈ مؤرخہ ۱۹ $\frac{۱}{۴۴}$

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ÷ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی جناب سید صاحب زادکم اللہ شرفاً وعزاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خاکسار نے مؤرخہ ۵ راکتوبر ۱۹۴۴ء کو آنمکرم کی خدمت میں ایک ملفوف متضمن بر چند ایک سوالات ارسال کیا تھا۔ اور سوالات آں مکرم کے بیان فرمودہ خاتم النبیین کے معنی اور دیگر بزرگواروں مثلاً علامہ شبلی اور سید مہدی حسن صاحب اور بخاری شریف کی دد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محدثوں کے مطابق اِس لفظ کے مفہوم کے متعلق تھے مگر آج تک کہ ۹ ار تاریخ ہوگئی ہے۔ بندہ اس خط کے جواب سے محروم محض ہے۔ اِس خط کے ذریعہ مکرّر غرض ہے کہ اگر جواب تا حال زیرِ غور ہے، تو براہِ کرم مجھے بتلایا جاوے کہ کب تک مجھے اسکے جواب کی توقع رکھنی چاہیئے۔ اور اگر آپ انفرادی طور پر جواب دینے کی بجائے ان سوالات کو اپنے رسالہ معارف میں شایع کر کے جواب دینا پسند فرمائیں تو میں اسکی طباعت کے اخراجات بھی ادا کرنیکو تیار ہوں۔ اِس صورت میں آپ بواپسی اطلاع دیں کہ کس ماہ کے رسالہ میں آپ جوابات شایع کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور کس قدر اخراجات اِن سوالوں کے اندراج کیلئے مجھے ادا کرنا پڑینگے۔ اِس صورت میں جوابات سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید ہونیکا موقع مل جائیگا۔ پس آپ بواپسی جواب دیں (۱) کب تک جوابات کے ملنے کی مجھے امید رکھنی چاہیئے (۲) کب اور کس رسالہ میں آپ سوالات شایع کر سکتے ہیں اور طباعت کے اخراجات کس قدر ہونگے۔ تاکہ میں وہ رقم پیشگی آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں۔

سید صاحب! ابھی تو میں نے بہت سے سوالات دریافت کرنے ہیں۔ آپنے اگر ایک ایک سوال کے جواب میں اِس قدر تاخیر ہر دفعہ ضروری سمجھی تو مجھے جوابات کے حصول میں ایک عمر لگجائیگی۔ پس بِللہ جواب جلدی دیں۔ خاکسار عطا محمدؐ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔ ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۴۴ء۔

نمبر ۱۸ا-الف　　　دار المصنفین اعظم گڈھ　　　مورخہ:-

مکرم　　السلام علیکم۔

۱ و ۲۔ آپ نے میری سیرۃ نبوئ جلد سوم غور سے نہیں پڑھی ورنہ آپکو وہیں جواب مل جاتا میں نے کتاب کے حاشیہ پر لسان العرب اور صحاح جوہری اور اساس البلاغہ۔ زمخشری کا حوالہ دیدیا ہے اب اور کیا چاہیئے۔ پھر اسکے یعنی لفظ ختم کے استعمالات کی قرآنی آیتیں اور حدیثیں پیش کر دی ہیں۔ اگر آپکو ان سے ہدایت نہیں ملی تو پھر میرے پاس کوئی دوسرا ذریعہ ہدایت کے پیش کرنیکا نہیں لسان العرب میں ہے ختم و طبع فی اللغة واحد و هو التغطية على الشیٔ والاستيثاق من ان لا يدخله شیٔ

والختم على القلب ان لا يفهم شيئًا ولا يخرج منه شیٔ اور خاتم وہ آخری چیز ہے جو کسی سلسلہ کو ختم کرے۔ خاتم الشیٔ آخرہٗ

قرآن پاک میں جہاں لفظ ختم آیا ہے بند کرنیکے علاوہ کوئی دوسرے معنی نہیں لئے گئے ہیں۔ آپ ایک ہی آیت اس کے خلاف پیش کیجئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳- آپنے اُردو کی جو دو مثالیں پیش کی ہیں اور ممکن ہے کہ متاخرین کے یہاں عربی میں بھی یہ استعمال مل جائے وہ بھی مبالغۃً آخریۃ کے معنی میں ہیں۔ اور مقصود کے لحاظ سے ایک ہی معنی رکھتے ہیں کہ مولانا شبلی کے نزدیک ذوق و غالب پر شاعری بند ہوگئی۔ اب اونکے بعد شاعر نہ ہونگے۔ اور اسی طرح مہدی مرحوم نے مولانا شبلی کے متعلق یہی بات ظاہر کی ہے کہ اون پر تصنیف بند ہوگئی اور اب مصنف پیدا نہ ہونگے لیکن یہ بیان سراسر مبالغہ پر مبنی ہے۔ واقعہ نہیں ہے۔ مگر اُردو اصطلاح اور متاخرین کے مبالغہ آمیز لفظ سے قرآن کی تفسیر جہالت ہے۔

۴- بخاری کی روایت مذکورہ میں ابن مریمؑ کے نزول کی خبر ہے کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں۔ جو بُعد المشرقین ہو۔ اختلاف آپکے فہم میں ہے قرآن و حدیث میں نہیں۔

۵- پانچویں سوال کا مفہوم صاف نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذاتِ اقدس ہیں جنکے ذریعہ سے یا جنپر انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا یعنی بند کر دیا گیا۔ اِن دونوں مفہوموں میں تو کوئی اشکال نہیں۔

اگر آپ کو اِن مباحث پر مزید تحقیق منظور ہو تو مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کی کتاب ختم نبوت پر ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب کا نام خاتم النبیین ہے۔ دوسرا رسالہ مولانا فتح محمد صاحب کا ہے بنام ختم نبوت۔ نیز رسالہ ختم نبوت مفتی محمد الدین صاحب گجرات و محمدیہ پاکٹ بک عبداللہ معمار بھی ملاحظہ ہو۔ وغیرہ۔

غرض اِن تمام مسائل پر علماء نے اتنی بحثیں کر دی ہیں کہ انکو دوبارہ چھیڑنا تضیعِ وقت کے سوا کچھ نہیں۔ آپ بھی کسی مفید شغل میں اپنا وقت صرف کریں۔ اِن فضول مباحث سے کچھ حاصل نہیں جنکو مدعیانِ قادیان نے پیدا کیا ہے۔ پھر آپکے شہر میں مولانا ثناء اللہ صاحب موجود ہیں، اُن سے تشفی حاصل کر لیا کریں۔ والسلام سید سلیمان۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　-　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ جناب سید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آنمکرم کا نوازش نامہ بڑی انتظار کے بعد مورخہ یکم نومبر ۱۹۴۴ء کو ملا۔ یاد آوری کا بیحد شکریہ۔ آپنے شکوہ فرمایا ہے کہ میں نے آپکی سیرت النبی جلد سوم غور سے نہیں پڑھی۔ اور مجھے یہ گلہ ہے کہ آپنے میرے نیاز نامہ کو غور سے مطالعہ نہیں فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ "خاتم النبیین" کی ترکیب میں لفظ "خاتم" کے یہ معنی عربی فارسی اُردو میں سے کونسی لغت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُو سے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ میری مراد لُغت سے وہ زبان ہے جو عملی رنگ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ نہ کہ لُغت کی کُتب۔ کیا لسان العرب اور صحاح جوہری اور اساس البلاغہ کا نام لُغت عرب ہے۔

پھر افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ معنی تو مَیں آپ سے خاتم النبیین کے دریافت کر رہا ہوں، اور آپ مثالیں ختم اور طبع اور ختم علی القلب کی فرمانے لگ گئے ہیں۔ کیا قرآن کریم میں "ختم اللہ علی النبیین" لکھا ہے۔ کہ آپ یہ مثالیں دے رہے ہیں۔ کیا قرآنی ترکیب یعنی خاتم کا لفظ مضاف ہو اور ایک قوم یا جماعت مضاف الیہ ہو کوئی انوکھی ترکیب ہے۔ جو صرف قرآن کریم میں پہلی دفعہ وارد ہوئی ہے۔ اور عرب لوگ اس ترکیب سے بالکل ناآشنا ہیں۔ کیا عربی، فارسی، اُردو میں خاتم کا لفظ مجددین، محدثین، شعراء، مصنفین کی طرف مضاف کر کے لوگ خاتم المجددین، خاتم المحدثین، خاتم الشعراء اور خاتم المصنفین نہیں لکھتے اور نہیں بولتے۔ اور جب لکھتے بھی ہیں اور بولتے بھی، تو سمجھنے والے اِس سے کیا سمجھتے ہیں۔ میری پیش کردہ دو مثالوں کے متعلق خود آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان مثالوں میں خاتم الشعراء و خاتم المصنفین کا "مفہوم سراسر مبالغہ پر مبنی ہے۔ واقعہ نہیں ہے۔" کیا یہی معنی خاتم النبیین میں نہیں لئے جا سکتے ؟ کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ نبوت میں مبالغہ فرماتا ہے۔ مگر یہ امر واقعہ نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت بند ہو گئی۔ اِس بات کا کہ آنمکرم کا بیان فرمودہ مفہوم منشائے متکلم کے صریح برخلاف ہے ایک مزید ثبوت یہ بھی ہے کہ متکلم (اللہ تعالےٰ) نے اپنی کتاب عزیز میں یہی مفہوم دو جگہ بیان فرمایا ہے گر دونو جگہ اسلوب بیان ایک ہی اختیار فرمایا ہے۔ دیکھو سورۃ جن وظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً۔ اور سورۃ مومن قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً۔ پس اگر خاتم النبیین کا مفہوم وہی ہوتا جو آپ نے بیان کیا ہے تو قرآنی اسلوبِ بیان میں اُسے اللہ تعالیٰ یوں ادا فرماتا۔ لن یبعث اللہ من بعد محمدٍ رسولاً۔ فافہم وکن من المفکرین الممعنین!

پھر آپ فرماتے ہیں "قرآن پاک میں جہاں لفظ ختم آیا ہے بند کرنے کے علاوہ کوئی دوسرے معنی نہیں لئے گئے ہیں۔ آپ ایک ہی آیت اسکے خلاف پیش کیجئے۔ اسکے جواب میں بندہ عرض کرتا ہے کہ عربی زبان میں صلہ اور ترکیب کے اختلاف سے (بلکہ ہر زبان میں) معنوں میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ چونکہ قرآن کریم میں ختم کا لفظ علیٰ کے صلہ کیساتھ آیا ہے اسلئے معنے بند کرنیکے ہو گئے ہیں۔ مگر موجودہ ترکیب میں ختم کا لفظ تو نہیں۔ نہ علیٰ کا صلہ ساتھ ہے کہ بند کرنیکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معنی لئے جائیں۔

پس "خاتم النبیین" کے معنی کرتے ہوئے ختم بسلسلہ عطاء کے معنی کرنا قرآن کی ایسی تفسیر کرنا ہے جو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہٗ کی مصداق ہے۔ بالفاظِ دیگر ہم اپنے عقیدہ کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر کرنیوالے ہوں گے نہ کہ قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنانیوالے۔

قبلہ سیّد صاحب! غلط مبحث نہ فرمائیں اور ذرا غور و فکر سے کام لیکر جواب عطا فرمائیں۔ اور نیز اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے بیان کردہ مفہوم کی مؤید **صرف ایک آیت** قرآن کریم کی تحریر فرمائیں ممنون ہونگا۔

پھر آنمکرم نے فرمایا ہے کہ "**ابن مریم**ؑ کے **نزول کی خبر** ہے کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں جو بعد المشرقین ہو۔ اختلاف آپ کے فہم میں ہے قرآن و حدیث میں نہیں۔" اسکے متعلق صرف اسقدر عرض ہے کہ کیا یہ وہی ابن مریمؑ ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے یا یہ کوئی اور صاحب ہیں۔ اگر یہ وہی ابن مریمؑ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جس کا نام **عیسیٰ** اور **مسیح**ؑ بھی ہے تو وہ تو **رسولاً الیٰ بنی اسرآءیل** تھے۔ خاتم النبیینؐ کے بعد اس ابن مریمؑ کے نزول کی کیا ضرورت ہے اور اگر کوئی اور صاحب ہیں تو ان کے متعلق بھی مفصل تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اِس ابن مریم کے نزول کی قرآن کریم میں کہاں خبر دی گئی ہے۔ تا معلوم ہوسکے کہ خاتم النبیین کے بیان کردہ مفہوم اور بخاری شریف کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور کیا اُس ابن مریمؑ کا آپ معارف مارچ ۱۹۳۰ء میں جنازہ نہیں پڑھ چکے۔ پھر آنیوالا ابن مریمؑ اور کون ہے؟

جس دن سے آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا ہے مَیں اُسی دن سے جواب لکھ رہا ہوں۔ چونکہ وہ جواب قریباً اِسی قلم اور اِسی سائز کے پچاس صفحہ تک پہنچ گیا ہے۔ رات مجھے خیال آیا کہ شائد وہ جواب آپ اطنابِ مخل سمجھکر پڑھنے کی تکلیف ہی گوارا نہ فرمائیں۔ اِس خوف سے مَیں نے مناسب سمجھا کہ فی الحال جو باتیں زیادہ قابلِ تشریح ہیں اُنہیں کے متعلق آنمکرم سے دریافت کر لیا جائے۔

مَیں اس بات سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ ناراض ہی نہ ہو جائیں اور سلسلہ خط و کتابت کا بند ہی نہ کر دیں۔ اسلئے مختصر خط پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور پھر عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اِس عاجز کو سمجھانے کے لئے ذرا کسی قدر تفصیل سے کام لیں۔ مجھے اِدھر اُدھر کے حوالے نہ دیں۔ مَیں آپ سے بوجہ غائبانہ محبت رکھنے کے صرف آپ ہی کی طرف سے تسلّی اور تشفّی کا سامان چاہتا ہوں۔ و بس امید ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ مجھے محروم نہ رکھیں گے۔ جواب کے ہمراہ اگر اصل خط سابق کی طرح واپس فرمائیں تو باعثِ کمال شکر گذاری ہوگا۔ نیز جواب جلد بلد عطا فرمایا کریں۔ دیر ہو جانیسے دل گھٹنے لگتا ہے۔ میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ ایک خیال کی بناء پر جواب میں اِس قدر تاخیر ہوگئی۔ آئندہ انشاء اللہ محتاط رہوں گا۔ وباللہ التوفیق۔ والسلام۔ عاجز عطا محمدؐ اورنٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔

مورخہ ۱۴ ر نومبر ۱۹۴۴ء

مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیر معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی بند کرنیکے بیان کا جو مطالبہ کسی لغت کی رُو سے تھا اُس لغت سے آپکی مراد لغت کی کتاب نہیں بلکہ لغت بمعنی زبان ہے تو عرض ہے کہ ختم کے (۱) معنی بند کرنیکے عربی لغت ہی میں ہیں۔ جیسا کہ عربی سے منقول ہو کر اُردو اور فارسی میں بھی ختم کے معنی بند کرنیکے اور آخر ہونیکے ہوتے ہیں۔ مُہر کو بھی اسی لئے ختم کہتے ہیں کہ وہ آخر میں اس علامت کیلئے کر دی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ چیز بند ہی رہی کھولی نہیں گئی ہے۔

آپنے ختم (۲) علی الشیٔ اور ختم الشیٔ یعنی بصلہ علیٰ اور بغیر صلہ علیٰ کا فرق جو نکالا ہے اس سے اتنا معلوم ہوا کہ "ختم علی الشیٔ" کے معنی بند کرنیکے آپکو تسلیم ہو گئے۔ بحمد اللہ۔ اب آپکو شک ہے کہ بلا صلہ علیٰ کے یہ معنی عربی میں ہیں یا نہیں، سو انشاء اللہ آپ کی یہ غلطی بھی رفع ہو جائیگی، بشرطیکہ نیت صحیح ہو اور عناد (۳) نہ ہو۔ اب اِس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ عربی زبان میں بغیر صلہ علیٰ جب ختم کا لفظ یا اس کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہے تو سوائے بند کرنیکے اور اسکی مناسبت سے بمعنی دوم آخر کے معنی کے دوسرے معنی نہیں آتے۔ گو میرا یہ دعویٰ منفی میں ہے اور نافی کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دلیل آپ کو اپنے معنی کے اثبات کیلئے دینا چاہیئے۔ تاہم میں تبرعاً دلیل پیش کرتا ہوں۔ لیجئے قرآن پاک میں ہے "خِتٰمُهٗ مِسْكٌ"۔ آپ اپنے معنی کر کے دیکھئے، میرے معنی تو ظاہر ہیں۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے "خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ" کہئے یہاں تو علیٰ نہیں ہے اور میرے معنی واضح و لائح ہیں کہ حضورؐ کے بعد نبیوں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اب کتب لغت عربی ملاحظہ فرمائیے۔

مَیں اپنے ثبوت کیلئے عربی زبان کا مشہور لغت "لسان العرب" کے اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

"ختم فلان القرآن اذا قرأه الى آخره وقال ابن سیده ختم الشئ یختمه ختماً بلغ آخره وختم الله له بخیر وخاتم كل شئ

(۱) دیکھئے لفظ خاتم، ہذا نت کیساتھ آیا اور معنی آخر کے ہیں۔ کیونکہ آخر سلسلہ کو بند کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وخاتمتہٗ، عاقبتہٗ وآخرہ واختتمت الشیٔ نقیض افتتحہٗ
وخاتم السورة آخرها وقوله انشده الزجاج ع

ان الخليفة ان الله سربله * سربال ملك به ترجى الخواتيم

انما جمع خاتمًا على خواتيم اضطرارًا، وختام كل مشروبٍ آخرهٗ وفى التنزيل العزيز "ختامه مسكٌ" اى آخرهٗ، لان آخر ما يجدونه رائحة المسك وقال علقمة اى خلطه مسكٌ الم تر الى المرأة تقول للطيب خلطه مسك خلطه كذا وقال مجاهد معناه مزاجه مسك وهو قريب من قول علقمة، وقال ابن مسعود عاقبته طَعْمُ المسك وقال الفرّاء قرء علىٌّ عليه السلام خاتمهٗ مسك وقال امّا رأيت المرأة تقول للعطّار اجعل لى خاتمه مسكًا تريد خاتمه قال الفراء والخاتم والختام متقاربان فى المعنى الا ان الخاتم الاسم والختام المصدر قال الفرزدق ع

فبِتْنَ جنابتَىَّ مصرَّعاتٍ * وبِتُّ اُفُضُّ اغلاق الختام

اِس مصرعہ کو خاص طور سے پڑھئے

قال ومثل الخاتم والختام قولك للرجل هو كريم الطابع و الطباع وقال تفسيره ان احدهم اذا شرب وجد آخر كأسه ريح المسك وختام الوادى اقصاه، وختام القوم و خاتِمهم وخاتَمهم آخرهم"

(دیکھئے خاتم مضاف جماعت کی طرف ہے اور اسکے معنی آخر کے ہیں جو سلسلہ کو بند کرے)

عن اللحيانى ومحمد صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء عليه وعليهم السّلام "التهذيب" والخاتم والخاتم من اسماء النّبى عليه السلام وفى التنزيل ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيّين اى آخرهم الخ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان اقتباسات میں آیات، اشعار اور لغات و محاورات سب ہیں جن کا مطالبہ آپ نے اپنے خط میں کیا ہے ۔ [۱۲] اب آپ اپنے معنی کے ثبوت میں کوئی قرآن کی آیت، کوئی حدیث، کوئی متقدم جاہلی یا اسلامی عربی شعر، کوئی عربی لغت یا مستند تفسیر کی کتاب پیش کریں ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بطور مبالغہ خلاف واقعہ اور دراصل جھوٹ کہنے کا عقیدہ جیسا کہ آپ بتاتے ہیں اہلِ قادیان [۱۳] ہی کو مبارک ہو ۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ حضورؐ کے کمالاتِ تامہ کا عقیدہ بھی آپ کے نزدیک واقعہ نہیں بلکہ بطور مبالغہ کے ہے ۔ جو دراصل خلافِ واقعہ ہوتا ہے جیسا کہ زید کو مبالغۃً اسد کہنا خلافِ [۱۴] واقعہ ہے ۔ باقی غیر متعلق [۱۵] باتوں کے جواب سے احتراز کیا گیا ہے ———— ابن مریم پر بحث اس کے بعد ہوگی اور معلوم ہوگا کہ آپ کے [۱۶] ابن مریم کا جنازہ نکلا یا میرے ۔ ذرا معارف کا محولہ مضمون پڑھ لیں ۔

سید سلیمان ندوی ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی سید صاحب مدظلہ العالی !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آنمکرم کا نوازش نامہ بڑی دیر کے بعد مؤرخہ ۴ دسمبر ۱۹۴۴ء کو موصول ہو کر باعثِ اعزاز ہوا ۔ یاد آوری کا تہ دل سے شکریہ ۔ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ آپ نے تکلیف بھی اٹھائی مگر میرے سوالات کا جواب بھی عطا نہ فرمایا ۔ اور جس غلطی کی طرف میں نے آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی اس کا اعتراف کر لینے کے باوجود پھر وہی نقل نویسی آپ نے شروع فرما دی ۔ باوجود میرے صاف طور پر عرض کر دینے کے کہ لسان العرب، صحاح جوہری اور اساس البلاغہ کا نام لغت عرب نہیں ہے ۔ پھر آپ نے لسان العرب کا طول طویل اور بے تعلق اقتباس درج کر دیا ہے ۔ حالانکہ اس کا نہ میں نے مطالبہ کیا تھا نہ اس کا کوئی فائدہ ہے، کیا اس سے صاف طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کے پاس لسان العرب کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

قبلہ سید صاحب ! آپ کو اسی خدا کی قسم ہے ۔ جس کا نام لینے پر آپ کے نانا جان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) بھی غور سے بات سننے کے لئے متوجہ ہو جایا کرتے تھے ۔ کہ اس عاجز کی مندرجہ ذیل تین گذارشات ہیں ان کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور تقوی اللہ کو مدنظر رکھ کر ان کا جواب دیجئے ۔

۱ ۔ اگر آپ کے نزدیک القرآن یفسر بعضہ بعضاً کا اصل مسلم ہے تو خاتم النبیین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کردہ مفہوم کی صرف ایک آیت قرآن کریم کی تحریر فرمائیں۔ اور اگر اس مفہوم کی کوئی ایک آیت بھی قرآن کریم میں نہیں ہے تو ارشادِ باری تعالیٰ قولوا قولاً سدیدا کی تعمیل میں مومنانہ صاف دلی سے اقرار فرمایئے کہ اس مفہوم کی کوئی آیت قرآن پاک میں نہیں ہے۔ آخر آپنے رسالہ معارف میں اس سال اپنے بعض معتقدات سے رجوع فرمایا ہے۔ اگر اُس رجوع میں للّٰہیت مدنظر تھی تو اِس میں بھی کوئی دُنیوی غرض مدنظر نہیں ہے۔ اور اگر آپ کے نزدیک یہ اصل مسلّم نہیں ہے تو بھی صاف طور پر تحریر فرمائیں کہ مجھے یہ اصل مسلّم نہیں ہے۔

(۲) قرآنی ترکیب یعنی خاتم کا لفظ ایک قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو۔ عربی، فارسی، اُردو زبان میں کسی متکلم نے نظم یا نثر میں کوئی فقرہ بولا ہو اور اس کا مقصدہ مفہوم بیان کرنا ہو جو آپنے سیرۃ النبی میں لیا ہے۔ اور مخاطب نے بھی وہی مفہوم سمجھا ہو جو آپ لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں۔ ختم اور ختام اور خاتمہ اور ختم علی القلب اور طبع میں سے کوئی ایک بھی درکار نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے متنازعہ فیہ مقام میں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ نہ لسان العرب کی نقل نویسی درکار ہے کسی متکلم کا کلام ہو جو اس نے عملی رنگ میں تحریراً یا تقریراً کسی سے کیا ہو۔ اس کے سامنے ایک یا زیادہ مخاطب ہوں مفہوم آپ کا بیان کردہ ہو اور سمجھنے والوں نے بھی وہی مفہوم سمجھا ہو

(۳) اگر خاتم النبیین کا مفہوم وہی ہے جو آپنے سیرۃ النبی میں بیان فرمایا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ابن مریمؑ کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے اس سے قرآن کریم اور حدیث صحیح میں شدید اختلاف لازم آتا ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنی تو آپ یہ کرتے ہیں کہ حضورؐ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب نہ کوئی نیا شخص اس سلسلہ میں داخل ہو سکتا ہے نہ کوئی اس میں سے باہر نکل سکتا ہے۔ مگر باوجود نبوت کا دروازہ اس سختی سے بند کر دینے کے ابن مریم کے لئے پھر بھی ایک کھڑکی کھلی رکھ لیتے ہیں۔ میرا مطالبہ یہ ہے۔ کہ جب نبوت کا سلسلہ بند ہی ہو گیا تو پھر ابن مریمؑ کے آنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور نیز خاتم النبیین کی ترکیب میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے ابن مریم کے نزول کا مفہوم مستنبط ہوتا ہے۔ اور نیز اس صورت میں جو اختلاف قرآن کریم اور صحیح حدیث میں لازم آتا ہے اسکے رفع کی صورت کیا ہے۔ یہ ہیں میرے تین بنیادی مطالبے۔ ان کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیجئے۔ اور تقوی اللہ کو مدنظر رکھکر دیجئے ۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ⁂ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

اور آپ کا یہ فرمانا کہ "ابن مریمؑ کے نزول کی خبر ہے کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں جو اختلاف ہو" صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضد کی وجہ سے اور اپنے پرانے بے بنیاد خیال کی بیجا حمایت کی وجہ سے ہے ورنہ آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ابن مریم کو مسلم شریف میں چار دفعہ نبی اللہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اگر پہلے معلوم نہ ہو تو اب مسلم شریف لائبریری سے منگوا کر حوالہ دیکھ لیجئے اور اپنی تسلی کر لیجئے۔

مجھے آپکی عالمانہ شان سے یہ امید نہیں کہ آپ بار بار لسان العرب سے ختم اور ختام اور اس کے مشتقات کے بے تعلق معانی کی نقل فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ الفاظ ایسے نہیں ہیں کہ صرف آپ ہی کی باریک بین نگاہیں ان کا کھوج لگانے میں کامیاب ہوئی ہوں اور نعوذ باللہ خدا کی نظر سے یہ سب الفاظ اوجھل ہی رہ گئے ہوں۔ اور مجھے پختہ یقین ہے کہ ایسی کتاب میں جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب و عجم کے فصحا و بلغاء کج مج لسان اور ژولیدہ بیان ہو کر رہ گئے۔ آپ مسلمان کہلا کر اس بیسویں صدی میں یہ تحریف کرنے کی ہرگز جرأت نہ کریں گے کہ قرآن میں تو لکھا ہوا ہو خاتم اور آپ محض اپنے فاسد عقیدہ کی تائید کی خاطر لسان العرب کا تارِ عنکبوت سے بھی کمزور سہارا لیکر ختم اور ختام اور خاتمہ وغیرہ کی گردان شروع کر دیں۔ اور دل میں یہ سمجھ لیں کہ ہم نے تحقیق و تفتیش کے سب مراحل طے کر لئے ہیں۔

آپ کی یہ عبارت میرے لئے کچھ کم تعجب کا موجب نہیں کہ جس قرآن کی ایک ایک حرکت، ایک ایک شعشہ، ایک ایک لفظ کے نیچے ہزاروں لاکھوں خزانے حکمت کے پوشیدہ ہیں، آپ بجائے ان حکمتوں کو غور و خوض کر کے معلوم کرنے کے ایسا طریق اختیار فرما رہے ہیں، گویا آپ خدا کو بھی عربی پڑھانا چاہتے ہیں۔ اور حالانکہ آپکے عجز کی اس سے زیادہ کھلی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں معنی تو آپ سے خاتم کے پوچھ رہا ہوں اور آپ نہایت بیکسی کی حالت میں فرماتے ہیں "عربی زبان میں بغیر مسلہ علی جب ختم کا لفظ یا اس کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہے تو سوائے بند کرنے اور اسکی مناسبت سے معنی دوم آخر کے معنی کے دوسرے معنی نہیں آتے۔ گو میرا یہ دعوی نفی میں ہے اور نافی کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دلیل آپکو اپنے معنی کے اثبات کے لئے دینا چاہئے۔ تاہم میں تبرعاً دلیل پیش کرتا ہوں لیجئے قرآن پاک میں ہے وختامہٗ مِسْکٌ" انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اے بھولے سید بادشاہ! کیا "خاتم النبیین" اور "ختامہٗ مِسْکٌ" میں کوئی معنوی جوڑ بھی ہے؟ کیا آپ کے دل میں خدا کا کچھ بھی خوف نہیں۔ آخر یوم حساب آنیوالا ہے اور محاسبہ اعمال کیلئے اس ملیکِ مقتدر کے سامنے اعظم گڈھ کے لوگ بھی پیش ہونگے یا نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس حالت میں خود لسان العرب والا حیران ہے کہ ختام کے معنی کیا ہیں اور علقمہ اور مجاہد اور ابن مسعود کی کاسہ لیسی کر رہا ہے۔ اور پھر تینوں کے معنی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور خود ان کا آپس میں اتفاق نہیں۔ کوئی خلط بتاتا ہے کوئی مزاج کہتا ہے کوئی ختام کو خاتمہ بتلاتا ہے تو کیا آپ کا فرض نہیں کہ آپ اپنی خداداد عقل سے بھی کام لیں اور اِن ریت کی بُنیادوں پر اپنے ان **نازک اعمال و عقائد** کی عمارت تعمیر نہ کریں جو بعد مرنے کے سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا موجب ٹھیرینگے۔ اور ان اوہام و خیالات پر ہرگز نہ بیٹھے رہیں جن کی حقیقت کی ایک بھی دلیل آپکے ہاتھ میں نہیں ہے۔ باقی آپنے مجھ سے جو مطالبہ فرمایا ہے کہ میں اس معنی کی تائید میں کوئی حدیث کوئی مقدم جاہلی یا اسلامی عربی شعر کوئی عربی لغت یا مستند تفسیر کی کتاب پیش کروں۔ اسکے متعلق نہایت ہی اختصار سے عرض پرداز ہوں :۔

۱۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم** جن پر قرآن نازل ہوا خاتم النبیین کا یہ مفہوم نہ سمجھتے تھے کیونکہ حضور نے اِس آیت کے نزول کے پانچ سال بعد اپنے لختِ جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر فرمایا۔ ان لہ مرضعۃ فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً۔ (دیکھو ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ مصر) اگر خاتم النبیین کا وہی مفہوم ہوتا جو آپنے سیرۃ النبی میں لیا ہے تو وہ افصح العرب والعجم ہرگز نہ فرماتے۔ بلکہ اس کی بجائے یوں فرماتے :۔ ولو عاش لما کان نبیاً لانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ یعنی اگر یہ لڑکا زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہو سکتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ حضور **ابن مریمؑ** کے نزول کی پیشگوئی ہرگز نہ فرماتے کیونکہ جب **سلسلۂ نبوت بقول سید سلیمان صاحب ندوی بند ہی ہو گیا** تو پھر ابن مریمؑ کے آنیکی ضرورت ہی کیا رہی۔ اور یہ کہاں لکھا ہے کہ نیا تو نہیں آئیگا مگر پُرانے نبی آتے رہیں گے! اور کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا کہ خدا نے کوئی پُرانا نبی بھیجا۔ کیا مسیح ابن مریم نعوذ باللہ خدا سے اتفاقاً بن گیا کہ پھر ویسا شخص بنانے پر وہ قادر نہیں۔ کہ اُسے سنبھال کر رکھ چھوڑا ہے تا جب نبیوں کا سلسلہ بند ہو جاوے تو اس غریب کو دوبارہ دُنیا میں بھیج کر دشمنوں کی لعن طعن اور زجر و مدح کا مرمی بنایا جاوے۔

۳۔ **اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** جو فہم قرآن میں ید طولےٰ رکھتی تھیں اور جنکے گھر میں اور جنکی گود مبارک میں قرآن نازل ہوتا تھا وہ اِس ترکیب کا یہ مفہوم نہ سمجھتی تھیں۔ چنانچہ آپ صاف فرماتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعدہٗ (تفسیر درِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) یعنی اے لوگو! خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں۔

کیا جو شخص حضورؐ کو اپنی ماں سمجھتا ہے اور اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی معلوم ہے کہ الجنۃُ تحت اقدام امہاتِکم وہ حضورؐ کے اِس صریح ارشاد سے سرتابی کر سکتا ہے؟

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو نورِ نبوت سے بلا واسطہ فیض پانیوالے تھے۔ اِس ترکیب کا یہ مفہوم نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسی درِّ منثور میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

عن الشعبی قال قال رجلٌ عند المغیرۃ ابن شعبہ صلی اللہ علیٰ محمدٍ لانبی بعدہٗ۔ فقال المغیرۃ حسبک اذا قلت خاتم النبیّین فانّا کنّا نحدّث ابن مریم خارج۔ فان خرج فقد کان بعدہٗ یعنی شعبی جو کبار تابعین میں سے ہیں روایت کرتے ہیں۔ کہ مغیرہؓ کے پاس ایک شخص نے کہا جناب محمدؐ پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو۔ آپؐ خاتم النبیّین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہؓ فرمانے لگے۔ تجھے خاتم النبیین کہنا کافی ہے۔ لانبیّ بعدی کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں کہا کرتے تھے کہ حضرت ابن مریمؑ مبعوث ہونیوالے ہیں۔ جب وہ مبعوث ہوں گے تو آنحضرت کے بعد وہ نبی ہوں گے۔"

کیوں جی قبلہ سید سلیمان صاحب! آپ کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ یہ مغیرہؓ کون صاحب ہیں۔ یہ وہی حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جو صلح حدیبیّہ کے وقت خود پہنے، زرہ بکتر لگائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہرہ پر مامور تھے۔ فرمایئے ان کے مقابلہ میں ایک سید سلیمان ندوی اور لسان العرب چھوڑ ہزار سید سلیمان ندوی اور لسان العرب کی بھی کوئی حقیقت ہے؟ مومن انسان کے نزدیک تو معاملہ صاف ہے۔ ہاں کوئی جان بوجھکر سرتابی کرے تو اور بات ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد بھی موجود ہے۔ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم۔ یعنی میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کسی کی تم پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔

۵۔ جن کو آپ سیرۃ النبی میں عارفِ روم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ؎

بہرِ ایں خاتم شد است او کہ بجود ٭ مثل او نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست ٭ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائیے! کچھ آیا سمجھ شریف میں کہ عارفِ روم خاتم اور ختم کے کیا معنی فرما رہے ہیں؟ اور سُنیئے!

۶- انوری کہتا ہے :-

مادرِ دوراں نزاید زیرِ چرخِ چنبری ÷ پادشاہے چوں غیاث الدین گدا چوں انوری

بر تو سلطانی است ختم و بر من مسکیں سخن ÷ چوں شجاعت بر علی بر مصطفےٰ پیغمبری

۷- سعدی کہتا ہے اور مولانا شبلی اپنے قلم حقائق رقم سے شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں :-

"سعدی کو غزل کا استاد مانا گیا ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ رزم اچھی نہیں لکھ سکتے ؎

کہ فکرش بلیغ است و رایش بلند ÷ دریں شیوۂ زہد و طامات و پند

نہ در خشت و گوپال و گرزِ گراں ÷ کہ ایں کار ختم است بر دیگراں"

۸- وفیات الاعیان میں لکھا ہے :-

فجمع القریض بخاتم الشعراء ÷ وغدیر روضتها حبیب الطائی

۹- اور سُنیئے ! :-

طوق الرسالة تاج الرسل خاتمهم ÷ بل زینةٌ لعباد الله کلهم

۱۰- آں مکرم نے خاتم الشیٔ آخرہٗ بھی تحریر فرمایا ہے۔ مگر میں حیران ہوں کہ آپ لوگ ہمیں پڑھاتے وقت اور اپنی پرائیویٹ تحریر و تقریر میں تو وہی معنی کرتے ہیں جو عام طور پر بولے اور سمجھے جاتے ہیں۔ مگر دینی طور پر مسئلہ پوچھا جاوے تو پھر کسی مصلحت کے ماتحت وہی مولویانہ ایچا پیچی شروع کر دیتے ہیں۔ سُنیئے حماسہ مترجم ہندی صفحہ ۱۳۶ طبع دوم میں لکھا ہے۔ ؎

"شری وُدّی وشکری من بعید ÷ لاٰخر غالب ابداً ربیعُ

شرح۔ ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور میرا شکر دُور بیٹھے ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخری شخص عدیم المثال ہے خرید لیا ہے۔ اور مراد عدیم المثال سے بھی ربیع ہے۔"

۱۱- علامہ اقبال داغ کے متعلق لکھتے ہیں ؎

مر گیا داغ آج میت اُس کی زیب دوش ہے

آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

قرآن کریم کی رو سے دو گواہوں سے مقدمہ فیصل ہو جاتا ہے۔ فرمائیے ان دس گواہوں کی گواہی سے مقدمہ خاتم اور ختم کا فیصلہ ہوا کہ نہیں۔ اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ لغت کی رو سے کسی لفظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے معنے اسی طرح بیان کئے جاتے ہیں جس طرح لوگ عام طور پر اس لفظ کو تحریر و تقریر میں بولتے اور سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ لائبریری میں سے کوئی لغت کی کتاب اٹھا کر اس میں سے معنی نقل کر دیئے۔ اور نہ یہ ہوتا ہے کہ شہادت تو لفظ خاتم اور اس کے ایک قوم کی طرف مضاف ہونیکی درکار ہو مگر گواہ ختم علی القلب اور ختم اور ختام اور طبع پر گذرنے لگ جائیں۔ اگر انگریزی عدالتوں میں اس قسم کے جعلی گواہ گذریں تو فی الفور حوالہ پولیس کئے جائیں مگر چونکہ دین کے قانون میں لا اکراہ فی الدین اور من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کی دفعات موجود ہیں اس لئے ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو چاہے کہتا چلا جاوے کوئی روکنے والا نہیں۔

میں ایک دفعہ پھر پوری قوت اور پورے اخلاص کیساتھ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ لسان العرب کوئی ایسی نادر اور اعجوبہ چیز نہیں کہ آج ہی منصۂ شہود پر آئی ہو۔ اور صرف آپ ہی کی اس تک رسائی ہوئی ہو۔ اور پہلے بزرگوں نے اس کی شکل بھی نہ دیکھی تھی۔ دیکھیے! مندرجہ ذیل بزرگ کیا فرماتے ہیں:-

۱۔ علامہ زرقانی جن کی تعریف میں علامہ شبلی رطب اللسان ہیں فرماتے ہیں:-

"خاتم النبیین معناہ احسن الانبیاء خلقاً لانہ جمال الانبیاء کالخاتم الذی یتجمل بہ" (جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

۲۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:-

"ان رسولنا لما کان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام" (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۱)

۳۔ مشہور محدث ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ طبع ہندی میں فرماتے ہیں۔ اور لو عاش کی حدیث کو صحیح ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"قلت ُ مع ھٰذا لو عاش ابراھیم وصار نبیاً و ایضاً لو صار عمرُ نبیاً لکان من اتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یناقض قولہ خاتم النبیین اذا المعنی انہ لا یاتی نبیٌ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ"

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ باوجود اسکے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں میں سے ہوتے پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین اور ان احادیث میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ معنی یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسا مبعوث نہ ہوگا جو حضورؐ کی شریعت کو منسوخ کردے۔ اور حضور کی اُمت میں سے نہ ہو۔

فرمایئے! یہ بزرگ عربی پڑھے ہوئے تھے یا نہیں۔ اور قرآن و حدیث بھی جانتے تھے یا نہیں۔ کیا یہ بزرگ ہستیاں خاتم اور ختم اور ختام اور خاتمہ میں فرق نہ کر سکتی تھیں جنہیں لسان العرب میں سے نقل کردینے پر آپ نے اپنے خیال میں بڑا بھاری قلعہ فتح کرلیا ہے۔ اور گویا آپ کے لئے اس آیت کے متنازعہ فیہ الفاظ کے معانی میں مزید غور و فکر کرنا بالکل حرام ہوگیا ہے۔ یا خدا تعالیٰ نے جو قرآن کریم میں تدبر و تفکر کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اس کا آپ پورا پورا حق ادا کرچکے ہیں۔ یا آپ بالکل معصوم عن الخطاء ہیں کہ آپ سے غلطی کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ اور سارا جہان غلطی خوردہ ہوسکتا ہے مگر آپ بہرحال راستی ہی پر ہیں۔ مجھے آپ کی بے تعلق دلیل پر رہ رہ کر رونا آتا ہے کہ میں آپ سے دریافت کیا کر رہا ہوں اور آپ مجھے جواب کیا دے رہے ہیں۔ پوچھ تو میں آپ سے یہ رہا ہوں، کہ خاتم النبیین کی ترکیب میں جو اللہ تعالےٰ نے خاتم کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس کے بیان کردہ مفہوم کی مؤید کوئی ایک آیت، کوئی فقرہ، کوئی شعر کسی مستند اہل زبان کا پیش فرمائیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں لیجئے قرآن پاک میں ہے "ختامہ مسک"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ اور سوال از آسماں جواب از ریسماں کی اس سے بدتر مثال بھی کوئی مل سکتی ہے؟

یہ بھی یاد رہے کہ نبوت کے بند ہونیکا قرآن کریم میں دو جگہ ذکر ہے۔ اول سورۂ مومن جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ ترجمہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسف اس سے پہلے کھلے کھلے نشانات لیکر۔ پس تم ہمیشہ شک کرتے رہے اس چیز میں جو وہ لایا تمہارے پاس۔ یہانتک کہ وہ فوت ہوگیا تم نے کہنا شروع کردیا اللہ تعالیٰ اسکے بعد کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ گمراہ ٹھیراتا ہے حد سے بڑھنے والے شکی مزاج لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بغیر دلیل کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھگڑا کرتے ہیں۔ یہ بات اللہ اور مومنوں کو سخت ناراض کرنیوالی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ متکبر اور جبار لوگوں کے دلوں پر مہر لگایا کرتا ہے۔"

دوم سورۂ جن میں۔ جہاں فرمایا۔ وَظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا ۝ یعنی اے جنو! انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ ہر دو جگہ اللہ تعالیٰ نے نبوت بند کرنے کے "لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً" یا لن یبعث اللہ احداً کے الفاظ فرمائے ہیں۔

ہر دو فقرات ایک ہی قسم کے نہایت سیدھے سادے اور قولوا قولاً سدیداً کے عین مطابق ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی منشائے متکلم سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس میں نہ کوئی استعارہ ہے، نہ تشبیہہ ہے، نہ اغلاق ہے، نہ ابہام ہے، نہ کوئی محاورہ ہے۔ غرض کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس سے مفہوم کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت ہو سکتی ہو معلوم ہوا کہ **قرآنی اسلوب بیان میں اگر یہ کہنا ہو کہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہے۔ تو اُسے یوں بیان کیا جاویگا۔ **لن یبعث اللہ من بعد محمد رسولاً۔**

(۲) اس عقیدہ کو متکبر اور جبار لوگوں کا عقیدہ بیان فرمایا ہے۔ اور اُسے اللہ اور مومنوں کی سخت ناراضگی کا موجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیرۃ النبی میں نادانستہ طور پر آپنے اس حقیقت کا اقرار کر لیا ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ:۔

"ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی۔ صحابہؓ پر یہ بات سخت گذری تو آپؐ نے فرمایا ولٰکن المبشرات لیکن خوشخبریاں باقی ہیں۔" (سیرت النبی جلد سوم صفحہ ۵۹۱)

اگر نبوت کا بند ہونا بقول آپکے بشارت تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر شاق کیوں گذری۔ کیا بشارت بھی شاق گذرا کرتی ہے؟ اسی ایک بات سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ آنمکرم اس خیال میں حق پر نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر آپ کا قدم راہِ راست پر ہوتا تو آپ ہرگز نبوت کے بند ہونے کو بشارت قرار دینے کی جرأت نہ کرتے۔ بلکہ آپ پر بھی یہ بات اسی طرح گراں گزرتی جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر گراں گذری تھی۔ پس خاتم النبیین سے نبوت کے بند ہونیکا مفہوم کس طرح مستنبط ہو سکتا ہے جبکہ (۱) اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے یہ قرآنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلوبِ بیان ہی نہیں۔ (۲) یہ ترکیب جس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے بولی جاتی ہے وہ قوم میں شائع اور متعارف ہے اور سینکڑوں ہزاروں لوگ اسے استعمال کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ مگر بند ہونے کا مفہوم نہ متکلم کے ذہن میں ہوتا ہے نہ مخاطب کے ذہن میں۔ جیسا کہ علامہ شبلی اور اور ایم مہدی حسن صاحب کی دو مثالوں سے ظاہر ہو چکا ہے۔

(۳) جس مقام پر یہ ترکیب استعمال کی گئی ہے وہاں ابوّت کا جھگڑا ہے نبوّت کا کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ اور نیز اس جملہ میں اور بھی الفاظ ہیں۔ جن کا معنی کرتے وقت لحاظ رکھنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ خاتم النبیین کا لفظ دیکھا اور انگھیتے کو ٹھیلنے کا بہانہ ہو گیا؛ اور ہر شخص یہ سمجھنے میں حق بجانب ہو گیا کہ چلو چھٹی ہوئی نبوت بند ہے جو مرضی ہے کرو۔ جس طرح جی چاہے اودھم مچاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ گویا بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔

علاوہ ازیں انبیاء کی بعثت کی غرض حصولِ کمالات نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوّت ختم ہوئے۔ تو بس نبوّت بھی ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ بلکہ انبیاء کی بعثت کی غرض خود سیرۃ النبی میں بالفاظِ ذیل بیان کی گئی ہے:۔

"جب روئے زمین پر گناہوں کی تاریکی اور بدیوں کی ظلمت محیط ہو جاتی ہے تو صبح کا تڑکا ہوتا ہے اور آفتابِ ہدایت نمودار ہوتا ہے۔ باغِ عالم میں جب برائیوں کی خزاں چھا جاتی ہے تو بہارِ نبوّت رونق افروز ہوتی ہے۔ اور جس طرح زمین، آسمان، چاند، سورج، پھل اور پھول کے خاص خاص قوانینِ فطرت ہیں جنہیں عموماً تغیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس روحانی دنیا کی رشد و ہدایت، عذاب و رحمت اور نبوّت و رسالت کے خاص خاص اصول و قواعد ہیں جنہیں تغیر راہ نہیں پاتا۔" (سیرۃ النبی جلد سوم صا)

اسی طرح کتاب ہذا کے ص۶ پر آپ رقمطراز ہیں:۔

"جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی کا آنا قانونِ قدرت ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک سُنّتِ الٰہی ہے کہ جب عالمِ انسانیت پر ضلالت و گمراہی کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اس کے مطلع سے ہدایت و رہنمائی کا نور طلوع کرتا ہے۔"

۳۔ سیرت النبی جلد چہارم کے ص۹ پر آپ فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ عقلِ سلیم ان اصولوں اور طریقوں کو معلوم کر سکتی ہے جن [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہیمیت کے تابع ملکوتیت ہونے کے فائدے اور گناہ و عصیان کے نقصانات ظاہر ہوں عقل سلیم کے اس علم سے انسان فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ مگر یہ تو امکان عقلی ہے عملی کیفیت یہ ہے کہ انسان کی آنکھوں پر موجودہ دنیوی لذائذ حرص و طمع اور بیجا خواہشوں اور غفلتوں کے اتنے توبرتو پردے پڑجاتے ہیں کہ اس کے اصلی اور فطری وجدان اور قوت احساس کا مادہ فاسد ہو جاتا ہے۔ جیسے بیماری میں انسان کی زبان کا ذائقہ جب بدل جاتا ہے تو میٹھی سے میٹھی چیز اسے کڑوی معلوم ہوتی ہے؛ اسی طرح اندرونی وجدان و احساس کے فاسد ہوجانے سے بھی وہ حق و باطل، خیر و شر اور نیک و بد کی تمیز کو بھول جاتا ہے۔ اسلئے نوع انسان کو ایسے صحیح رہنماؤں کی اور روحانی معلموں کی ضرورت ہے جن کے احساس و وجدان کا آئینہ گرد آلود نہ ہو۔"

قبلہ سید سلیمان صاحب! اپنے ان سنہری اقتباسات کی روشنی میں مندرجہ ذیل حقائق پر ایک نظر ڈال کر اس عاجز کے سوالات کا جواب عطا فرمائیں۔ (۱) قال الرّسول یا ربّ انّ قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً وکذٰلک جعلنا لکلّ نبیٍّ عدوّاً من المجرمین وکفٰی بربّک ھادیاً وّنصیراً ۝

(۲) انّ الّذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعًا لست منھم فی شیئٍ۔

(۳) یاایّھا الّذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللّٰہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

(۴) الم تر الی الّذین یزعمون انّھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یّتحاکموا الی الطّاغوت وقد اُمروا ان یّکفروا بہ ویرید الشّیطٰن ان یّضلّھم ضلٰلاً بعیداً ۝

یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ مسلمان قرآن کے تارک ہوجاویں گے۔ اللہ رسول سے قطع تعلق کرکے اُلٹے ان کے دشمن ہوجائیں گے۔ دین میں تفرقہ ڈال کر اور فرقہ فرقہ ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کوئی تعلق نہ رہے گا۔ قول اور فعل میں عدم مطابقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ان سے ناراض ہو جائے گا، اللہ رسول کے باغیوں سے فیصلہ کرائیں گے۔

اور خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ (۱) یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن الا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔

۲- لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبرٍ وذراعاً بذراعٍ حتی لو سلکوا حجر ضبٍ لسلکتموہ قالوا یارسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن؟

۳- یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساً جھالاً فسئلوا فافتوا بغیر علمٍ فضلوا واضلوا

یعنی مسلمان یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف تحریر رہ جاوے گی۔ علماء بدترین خلائق ہو جاویں گے۔ عالموں کے فوت ہو جانے کی وجہ سے علم اُٹھ جاوے گا۔ جُہّال کو لوگ اپنا سردار بنالیں گے۔ جو بغیر علم کے فتویٰ دیکر آپ ڈوبے برہمناں ججمان ڈبوئے کا مصداق ہو جائیں گے۔

یہ دُکھ بھری داستان کہ آج مسلمانوں کی حالت زار کیا ہے، بہت لمبی ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے۔ کہ آج مسلمان خود اقراری مجرم بن گئے ہیں۔ نہ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں انشاء اللہ مُنہ بولتی تصویر پیش کی جائے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگرچہ خدا رب المسلمین ہی نہیں بلکہ رب العٰلمین ہے۔ اور سارے جہان کی جسمانی روحانی ضروریات کا تکفل اس کے ذمہ ہے۔ سب قوموں کی ہدایت و رہنمائی کی ذمہ داری اس نے لے رکھی ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ ان علینا للھدیٰ وان لنا للاٰخرۃ والاُولیٰ۔ (۲) وعلی اللہ قصد السبیل ومنھا جائر۔ (۳) اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا تو پھر باقی دُنیا تو رہی ایک طرف جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں ہی پر اخلاقی اور روحانی موت طاری ہوگئی جب مسلمانوں ہی پر گناہوں کی یہ تاریکی اور بدیوں کی یہ ظلمت محیط ہوگئی۔ جب عالم اسلامی ہی پر ضلالت و گمراہی کی یہ تاریکی چھاگئی تو پھر روئے زمین پر یہ اسلام کہاں رہ گیا۔ اور کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُنیا کی یہ ضرورت بدستور باقی ہے یا نہیں؟ کیا اب دُنیا پر نوع انسان آباد نہیں، فرشتے بستے ہیں؟ کیا اب دُنیا میں گناہوں کی تاریکی نہیں چھائی، بدیوں کی ظلمت محیط نہیں ہوئی؟ کیا اب رات کی تاریکی نہیں آئی؟ اگر عملی رنگ میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اندھے سے اندھے آدمی کو بھی ہوتا ہوا نظر آرہا ہے تو صبح کا تڑکا کیوں نہیں ہوتا؟ آفتاب ہدایت نمودار کیوں نہیں ہوتا؟ بہارِ نبوت رونق افروز کیوں نہیں ہوتی؟ کیا خدا بدل گیا ہے یا اس کی سُنّت تبدیل ہوگئی ہے یا خالق و مخلوق کا باہمی تعلق ٹوٹ گیا ہے۔ یا انسان اب تعلیم و تعلم کی زحمت سے آزاد ہوگئے ہیں اور ماں کے پیٹ سے ہی کامل مکمل پیدا ہوتے ہیں؟ دُنیوی قوانینِ فطرت تو ویسے ہی ہیں، روحانی قوانینِ فطرت ہی تبدیل ہوگئے ہیں؟ آخر کوئی تو وجہ بیان فرمائیں۔ اور اگر کوئی وجہ نہیں ہے تو پھر میرا چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ اگر آپ کم از کم نبوت بند ہونے کے فوائد بہ تفصیل بیان فرمائیں یعنی یہ بیان فرمائیں کہ نبیوں کے نہ آنے سے مخلوقِ خدا کو کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے جو اس کام کو بند فرمایا ہے تو ضرور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی۔ کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ پس آپ وہ حکمت اور وہ مصلحت بیان فرمائیں جو خدا کے مدنظر ہے؟

پھر آپ نے لکھا ہے۔ کہ "خَتَمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ" بھی حضور نے فرمایا ہے۔ اس کے معنی اگر آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو آپ کے بھی بزرگ اور میرے بھی واجب الاحترام ہیں سُنیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے معمولی مدرس سمجھ کر آپ میری بات ہی سُننا گوارا نہ فرمائیں، اپنے بزرگوں کا کچھ تو احترام آپ کے دل میں ہوگا۔ شاہ صاحبؒ تفہیمات الٰہیہ کے صـ۵۳ پر فرماتے ہیں:-

"ختم بی النبیون ای لا یوجد من یأمرہ اللہ بالتشریع علی الناس۔"

نیز ختم کے لفظ میں اس کی مثالیں پہلے دی جا چکی ہیں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ فقرہ ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں حاتم پر سخاوت ختم ہوگئی۔ حضرت علی پر شجاعت ختم ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبوت ختم ہوگئی ہو۔ لہٰذا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ کے معنی یہ ہوں گے کہ (۱) آج حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پیروؤں میں سے کوئی شخص ان کی پیروی کرکے کسی روحانی مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے کوئی روحانی درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور دُنیا میں جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان میں سے کسی نبی کی پیروی سے انسان کو کوئی روحانی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی صفات ایسی ہے، کہ جس کی پیروی کرکے انسان تمام روحانی مراتب علیٰ قدرِ متابعت حاصل کرسکتا ہے۔

(۲) دوسرے معنی اس فقرہ کے یہ بھی ہیں کہ دُنیا بھر کی تمام قومیں اب نبوت کے انعام سے محروم ہوگئی ہیں اور آئندہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور حضور پُرنور کے خاندان (متبعین کامل) کے لئے وراثۃً رجسٹرڈ کردیا ہے۔ حضور پُرنور کے بعد حضور کے غلاموں کے سوا اور کسی کو یہ عہدہ نہیں مل سکتا۔

(۳) ایک تیسرے معنی اس فقرہ کے یہ بھی ہیں کہ حضور نے نبوت کے ایسے انتہائی کمال کو حاصل کرلیا ہے جو نہ پہلے کسی کو حاصل ہوا نہ آئندہ حاصل ہوگا۔ اور اب کسی شخص کے لئے ممکن نہیں، کہ بڑھ جانا تو بڑی بات ہے حضور کی برابری اور ہمسری کا دم مار سکے۔ جو ہوگا حضور سے درجہ میں فروتر ہوگا۔ اور ہوگا بھی وہ جس کی حضور تصدیق فرمائیں۔ کوئی شخص براہِ راست نبوت چھوڑ ادنیٰ سے ادنیٰ مقام روحانیت کا بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس حدیث کا یہ معنی کرنا کہ حضور کے بعد نبوت بند ہوگئی ہے اس کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ "روئے زمین پر گناہوں کی ہزار تاریکیاں چھائیں، بدیوں کی لاکھوں ظلمتیں محیط ہوجائیں صبح کا تڑکا نہیں ہوگا پر نہیں ہوگا۔ آفتاب ہدایت نمودار نہیں ہوگا پر نہیں ہوگا۔ ہدایت و راہنمائی کا نور انسانیت کے مطلع سے طلوع نہیں کریگا پر نہیں کرے گا۔ دوسری قوموں کی طرح مسلمان بھی کوئی روحانی درجہ حاصل نہیں کرسکتے۔ اور دُنیا بھر کے باقی انبیاء سے جس طرح کوئی روحانی فیض نہیں مل سکتا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نعوذ باللہ خاکم بدہن کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ خالق و مخلوق کا باہمی رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔ خدا نے ہدایت و رہنمائی کی ذمہ واری جو اٹھا رکھی تھی اس سے اب وہ دست بردار ہوگیا ہے اور باوجودیکہ مخلوق کی پیدائش کا سلسلہ جاری ہے مگر انسانوں کی پیدائش کی غرض و غایت کو اس نے خود ہی باطل کردیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچ ہے ؎

ہر کہ تف افگند بمہرِ منیر ÷ ہم برویش فتد تف تحقیر

تا قیامت تف است بر رویش ÷ قدسیاں در ترزند بو یش

اور میں تو کہتا ہوں کہ دل میں عقیدہ آپ کا بھی یہی ہے۔ لوگوں کے لعن طعن کے خوف سے برملا اس کا اظہار نہیں کرتے۔ اور اظہار کرتے ہیں تو ایسے رنگ میں جو عوام الناس کو تو خوش کرنے والا ہے مگر حقیقت سے کوسوں دُور اور پرلے درجہ کا مضحکہ خیز۔ اور اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو نبوت کا دروازہ اس سختی سے بند کرنے کے باوجود "ابن مریمؑ کے نزول کی خبر ہے" کے معنی ہی کیا ہوئے؟ کیا اس سے زیادہ مضحکہ خیز کوئی اور خیال بھی ہو سکتا ہے۔ کہ نبوت کا دروازہ تو اس سختی سے بند کیا جاوے کہ کوئی نیا شخص نہ اس میں داخل ہو سکے اور نہ پُرانا باہر نکل سکے۔ مگر ابن مریمؑ پر اس سختی کا کوئی اثر ہی نہ ہو۔ پھر اس غریب کو نبوت سے بغیر کسی جُرم کے محروم کیا جاوے۔ اور نہ صرف نبوت سے محروم کیا جاوے بلکہ اُلٹا حاکم سے محکوم بنایا جاوے۔ یہ دین ہے یا سکھا شاہی۔ اور یہ تمام ظلم و تعدّی محض اس لئے روا رکھی جا رہی ہے کہ تا اپنے ایک بے بُنیاد، پُرانے اور فاسد خیال کی تائید کر کے کسی نہ کسی طرح اپنے حق پر ہونے کے لئے ایک وجہ اطمینان پیدا کر لی جائے۔ مگر کیا ایک مُردہ ان عارضی سہاروں سے زندہ ہو کر چلنے لگیگا؟ ہرگز نہیں ؎ این خیال است و محال است و جنوں

پھر آپ فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالےٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بطور مبالغہ خلافِ واقعہ اور دراصل جھوٹ کہنے کا عقیدہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اہلِ قادیان ہی کو مبارک ہو۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ حضورؐ کے کمالاتِ تامہ کا عقیدہ بھی آپکے نزدیک واقعہ نہیں بلکہ بطور مبالغہ کے ہے۔ جو دراصل خلافِ واقعہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ زید کو مبالغتہً اسد کہنا خلافِ واقعہ ہے۔"

اِس کے جواب میں سب سے اوّل تو مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے اپنے خط میں ہرگز ہرگز "خلافِ واقعہ" اور "دراصل جھوٹ" کے الفاظ نہیں لکھے۔ اور نہ کبھی میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات آئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ تامہ حضورؐ کو واقعتہً حاصل نہیں ہیں۔ یہ آپ ہی کے دل و دماغ کی پیداوار اور مجھ غریب پر سراسر افتراء اور پرلے درجے کا بیباکانہ بہتان ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے اگر میں نرم سے نرم الفاظ میں بھی اپنا مفہوم ادا کرنا چاہوں تو بھی یہ کہنے سے کسی طرح رُک نہیں سکتا کہ یہ فقرہ آپ کی علمی بے مائیگی کا ماتم کر رہا ہے۔ اے میرے بزرگوار سید صاحب! کیا آپ کو مبالغہ کے معنی بھی معلوم نہیں۔ کیا مبالغہ کا صیغہ عربی زبان میں خلافِ واقعہ اور دراصل جھوٹ امور کے اظہار کے لئے آتا ہے۔ کیا زید کو اسد کہنا خلافِ واقعہ مبالغہ ہے؟ آپ کے علم و فضل کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں اپنے ایک خیال کی پچ میں آپ حقائق مشہودہ محسوسہ سے آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ اے حضرت! مبالغہ کا صیغہ فاعل میں مصدری معنی کی زیادتی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے تمام اسماء مبالغہ ہی کے صیغے نہیں ہیں؟ پھر کیا رحمٰن، رحیم، قدوس، علیم، خبیر، صدیق، منطیق، مفضال، یہ سب مبالغہ ہی کے صیغے نہیں ہیں۔ کیا یہ سب خلافِ واقعہ اور دراصل جھوٹ باتیں کہنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ؎

کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار ٭ کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو! ٭ کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل ٭ ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
کیوں نہیں تم کو دین حق کا خیال ٭ ہائے سوسو اُٹھے ہیں دل میں اُبال
کیوں نہیں دیکھتے طریقِ صواب ٭ کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
اس قدر کیوں ہے کین و استکبار ٭ کیوں خدا یاد سے گیا یکبار
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات ٭ دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

خود آں مکرم نے کئی دفعہ احمق آدمی کو گدھا۔ بے حیا کو سؤر۔ نقال کو بندر۔ ضدی کو چیچڑ۔ ڈھلمل یقین کو تھالی کا بینگن۔ منحوس کو اُلّو پکارا ہوگا۔ مگر کیا کوئی عقل کا اندھا یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کی مراد اِن الفاظ سے خلافِ واقعہ اور دراصل جھوٹ بولنا تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر عقلمند یہی سمجھے گا کہ آپ احمق کو گدھا کہکر اس کے کمالِ حمق کا اظہار فرمانا چاہتے ہیں۔ اور اسی طرح دیگر الفاظ کے استعمال سے بے حیائی، نقالی، ضد وغیرہ میں شخص مذکور کے کمال کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ پس آپ کا ان الفاظ کو استعمال فرمانا بمعنی خلافِ واقعہ اور دراصل جھوٹ نہ سمجھا جائیگا؛ بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ ان کمالات میں مبالغہ کر رہے ہیں وبس۔ بعینہٖ اسی طرح قرآن کریم نے جو کفار کے لئے صمٌ، بکمٌ، عمیٌ، موتٰی، قردۃ، خنازیر، حمر مستنفرۃ، فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ، کلب اور شیاطین کے الفاظ استعمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالے نعوذ باللہ خلافِ واقعہ اور در اصل جھوٹ بیان فرما رہا ہے۔ بلکہ یہ کہ ان صفات میں کفار کے حق میں مبالغہ کیا جا رہا ہے۔ کیا معنے؟ یہ اظہار بطور امر واقعہ کے کیا جا رہا ہے، کہ کفار میں یہ صفات بدرجۂ کمال پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح مشبّہ کو عین مشبّہ بہ فرض کرنا اور حرف تشبیہ کو حذف کرنا تو بلاغت کی جان اور تشبیہ کے کمال کی وجہ سے ہوتا ہے، نہ کہ خلافِ واقعہ اور در اصل جھوٹ بولنے کے لئے۔ یعنی جب مشبّہ میں وہ صفات بدرجۂ کمال پائی جائیں جنکی وجہ سے اسے مشبّہ بہ سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ تو اس کمال کو ظاہر کرنیکا یہی بہترین طریق ہوتا ہے کہ مشبّہ کو عین مشبّہ بہ سمجھ لیتے یا کہہ دیتے ہیں۔ اور حرفِ تشبیہہ درمیان میں نہیں لاتے۔ جیسے زید کو بوجہ اس کی شجاعت کے بدرجۂ کمال ہونے کے اسد کہدیں۔ یا ماں اپنے گورے چٹے گول منہ والے بچے کو آتا دیکھکر کہدے، آیا ماں کا چاند۔ یا نوجوان دلیر بچے کو آتا دیکھکر کہہ دے، آیا ماں کا شیر۔ پس میرا یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے لفظ سے اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ نبوت میں مبالغہ فرماتا ہے، صرف یہ معنی رکھتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے اللہ تعالیٰ اس مفہوم کو ادا کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کے کمالات بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔ اس سے آپکا یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ تامہ حضور کو واقعۃً حاصل نہیں ہیں بلکہ بطور خلافِ واقعہ اور در اصل جھوٹ کے ہیں، آپ ہی کی اُلٹی سمجھ کا کام ہے۔ معمولی سے معمولی اُردو خواں بھی میرے ان الفاظ سے یہ مطلب نہیں نکال سکتا۔ جب باین ہمہ علم وفضل آپ زید کو اسد کہنے پر اس کی چار ٹانگیں اور دُم تلاش کرنے کے درپے ہیں تو مجھے بجا طور پر افسوس ہے کہ اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت کے اصول و قواعد سے واقف ہونا اور ان کو بلا تکلف اپنی تحریر و تقریر میں استعمال کر سکنا تو ایک طرف آپ معمولی معمولی پیش پا افتادہ اسالیبِ کلام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اور اس لئے ذرا ذرا سی بات کے لئے اس قدر سر کھپائی اور قلم گھسائی کرنی پڑتی ہے۔

پھر آپ نے اپنے پہلے خط میں بھی مدعیان قادیان لکھا تھا اور اس میں بھی اہلِ قادیان کا ذکر فرمایا ہے معلوم نہیں اِس چیستان سے آپ کی کیا مراد ہے۔ قادیان تو مختلف المذاہب لوگوں کی ایک بستی کا نام ہے جس میں ہندو، سکھ، چوہڑے، چمار اور مسلمان آباد ہیں۔ آپکا منشاء معلوم نہیں کن لوگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے برخلاف آپکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا شکایت ہے. جن لوگوں سے آپ کو شکایت ہے اور جو شکایت ہے ذرا تفصیل سے بیان فرمائیں تو اس کے متعلق جواب بھی دیا جاوے

اور آپ کا یہ فرمانا کہ "غیر متعلق باتوں سے احتراز کیا گیا ہے" اور کہ "ابن مریمؑ کی بحث بعد میں ہوگی" صرف پیچھا چھڑانے کی خاطر ہے۔ ورنہ (خاتم النبیین کے بیان کردہ مفہوم کی مؤید صرف ایک آیت کا مطالبہ غیر متعلق اور قابلِ احتراز ہے؟ (۲) جب بقول آپ کے نبوت کا دروازہ اس سختی سے بند کر دیا گیا ہے کہ نہ کوئی نیا شخص اس میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ پرانا باہر نکل سکتا ہے اور معہذا جس ذات قدسی صفات پر قرآن نازل ہوا اس نے ابن مریمؑ کے نزول کی پیشگوئی فرمائی، تو بفحوائے ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یُوحیٰ حضور انورؐ کی ذاتِ اقدس پر قرآن کریم سے اختلاف کا جو اعتراض پڑتا ہے اُسے رفع کرنے کی خاطر یہ سوال کرنا کہ ابن مریمؑ کے نزول کی خبر قرآن کریم میں کہاں لکھی ہے غیر متعلق اور قابلِ احتراز ہے؟

(۳) آپ فرماتے ہیں۔ "ابن مریمؑ کے نزول کی خبر ہے کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں جو اختلاف ہو۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ابن مریمؑ نازل ہوگا۔ مسلم شریف میں اسے چار دفعہ "نبی اللہ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیا یہ پوچھنا کہ سید سلیمان ندوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کون سچا اور کس کی بات زیادہ قابلِ قبول ہے، غیر متعلق اور قابلِ احتراز ہے؟

(۴) قرآن کریم میں نبوت بند ہونے کا دو جگہ ذکر ہے۔ سورۂ مومن اور سورۂ جن میں۔ ہر دو جگہ ایک ہی اسلوب بیان اختیار فرمایا گیا ہے اور نہایت ہی قریب الفہم۔ کیا یہ دریافت کرنا کہ خاتم النبیین سے نبوت کے بند ہونے کا مفہوم کس طرح مستنبط ہو سکتا ہے جبکہ اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے یہ قرآنی اسلوب بیان ہی نہیں۔ (۲) اس مفہوم کی مؤید کوئی ایک آیت بھی قرآن کریم میں نہیں ہے۔ (۳) خاتم النبیین کی ترکیب قوم میں شائع اور متعارف ہے، ہزارہا لوگ اسے استعمال کرتے ہیں مگر یہ انوکھا مفہوم نہ متکلم کے ذہن میں ہوتا ہے اور نہ مخاطب کے۔ (۴) اس وحی الٰہی کا جو منزل علیہ ہے وہ ایک نبی کے آنے کی خود پیشخبری فرماتا ہے! کیا یہ سوال غیر متعلق اور قابلِ احتراز ہے؟

اگر اللہ تعالےٰ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت و تکریم کے پہلو غیر متعلق اور قابلِ احتراز ہیں تو ان ہر سہ کے بالمقابل آپ کی جو حیثیت ہے اسے مدلل اور مبرہن طور پر بیان فرمائیں۔ اور ابن مریمؑ کی بحث بعد میں کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کے بغیر اس عمارت کی تعمیر ہی ناممکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کیونکہ اسکی حیثیت اِس بحث میں بُنیادی پتھر کی سی ہے۔ اور خاتم النبیین کا بیان کردہ مفہوم اور ابن مریمؑ کا نزول ایک دوسرے کے لئے بطور اجتماعِ نقیضین کے ہے۔

امید ہے کہ آپ میری دی ہوئی قسم کا پاس کر کے خط کو بتمام و کمال پڑھکر میرے جملہ مطالبات کا بیک وقت جواب دیں گے اور کوئی بات آئندہ پر اُٹھا نہ رکھیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

هلمّ الی کتاب الله صدقاً — وایماناً بتصدیق الجنان
شغفتم ایها النّوکی بشوكٍ — واعرضتم عن الزّهر الحسان
واٰثرتم اماعزّ ذات صخرٍ — علیٰ مخضرّةٍ قاعٍ هجان
وما القراٰن الّا مثل دررٍ — فرائد زانها حسن البیان
وما مست اکفُ الکاشحینا — معارفه الّتی مثل الحصان
به ماشئت من علمٍ وعقلٍ — واسرارٍ وابکار المعانی
وما ادراك ما القراٰن فیضاً — خفیرٌ جالبٌ نحو الجنان
له نوران نورٌ من علومٍ — ونورٌ من بیانٍ کالجُمان
کلامٌ فائق ماراك طرفی — جمال بعدهٗ والنیّران
ایاة الشّمس عند سناه دخن — وما للعل والسبت الیمانی
واین یکون للقراٰن مثلٌ — ولیس له بهذا الفضل ثانی
وللرحمٰنِ فی کلمٍ رموزٌ — وکم قولٍ اسرّکمثل کانی
وکم کلمٍ مهفهفةٍ دقاقٍ — هضیم الکشحِ کالغید الحسان
فیدری العامرات ذوو الضمور — ولا یدری سفیهٌ کالسمان

قرینا من کمال النُّصح فاقبل — قراناً بالتهلل کالرّجال
وخیر الزاد تقوی القلب لله — فخذ ایاه قبل الارتحال
وفکّر فی کلامی ثمّ فکّر — ولا تسلك کمرءٍ لا یبال

یا عین فیض الله والعرفان — یسعی الیك الخلق کالظمآن
یا بحر فضل المنعم المنّان — تهوی الیك الزمر بالکیزان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا شمس ملك الحسن والاحسان   نورت وجه البرّ والعمران
قوم راوك وامّة قد اخبرت   من ذالك البدر الّذى اصبانى
يبكون من ذكر الجمال صبابة   وتألّما من لوعة الهجران
وارى القلوب لدى الحناجر كربة   وارى الغروب تسيلها العينان
يا من غدا فى نوره وضيائه   كالنيّرين ونوّر الملوان
يا بدرنا يا اٰية الرحمٰن   اهدى الهداة واشجع الشجعان
انّى ارى فى وجهك المتهلّل   شانًا يفوق شمائل الانسان
وقد اقتفاك اولو النهٰى وبصدقهم   ودعوا تذكّر معهد الاوطان
قد اٰثروك وفارقوا احبابهم   وتباعدوا من حلقة الاخوان
قد ودّعوا اهوائهم ونفوسهم   وتبرّءوا من كلّ نشب فان
ظهرت عليهم بيّنات رسولهم   فتمزّق الاهواء كالاوثان
فى وقت ترويق اللّيالى نوّروا   والله نجّاهم من الطّوفان
قد هاضهم ظلم الاناس وضيمهم   فتثبّتوا بعناية المنّان
نهب اللئام نشوبهم وعقارهم   فتهلّلوا بجواهر الفرقان
كسحوا بيوت نفوسهم وتبادروا   لتمتّع الايقان والايمان
قاموا با قدام الرسول بغزوهم   كالعاشق المشغوف فى الميدان
فدم الرجال لصدقهم فى حبّهم   تحت السّيوف اريق كالقربان
جاؤك منهوبين كالعريان   فسترتهم بملاحف الايمان
صادفتهم قومًا كروث ذلّة   فجعلتهم كسبيكة العقيان
حتّى انثنى برّ كمثل حديقة   عذب الموارد مثمر الاغصان
عادت بلاد العرب نحو نضارة   بعد الوجى والمحل والخسران
كان الحجاز مغازل الغزلان   فجعلتهم فانين فى الرّحمٰن
شيئان كان القوم عميًا فيهما   حسو العقار وكثرة النّسوان
امّا النّساء فحرّمت انكاحهٗ   زوجًا له التحريم فى القراٰن
وجعلت دسكرة المدام مخرّبًا   وازلت حانتها من البلدان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

كم شاربٍ بالرشف دنّا طافحاً   فجعلتَهُ فی الدین کالنشوانِ

کم محدثٍ مستنطق العیدانِ   قد صار منك محدّث الرحمانِ

کم مستهامٍ للرّشوفِ تعشّقاً   فجذبتَهُ جذباً الی الفرقانِ

احییت اموات القرون بجلوةٍ   ماذا یماثلك بهٰذا الشانِ

ترکوا الغبوق وبدّلوا من ذوقه   ذوق الدّعاء بلیلة الاحزانِ

کانوا برنّات المثانی قبلها   قد اُحصروا فی شُحّها کالعانی

قد کان مرتعهم اغانی دائماً   طوراً بغیدٍ تارةً بدنانِ

ما کان فکرٌ غیر فکر غوانی   او شرب راحٍ او خیال جفانِ

کانوا کمشغوفِ الفساد بجهلهم   راضین بالاوساخِ والادرانِ

عیبان کان شعارهم من جهلهم   حمق الحمارِ ووثبة السّرحانِ

فطلعتَ یا شمس الهدیٰ نصحاً لهم   لتضیئهُم من وجهك النُّورانی

اُرسلتَ من ربٍّ کریمٍ محسنٍ   فی الفتنة الصمّاء والطّغیانِ

یا للفتی ما حسنهُ وجماله   ریّاه یصبی القلب کالریحانِ

وجه المهیمن ظاهر فی وجههٖ   وشئونهُ لمعت بهذا الشانِ

فلذا یحبّ ویستحق جماله   شغفاً بهٖ من زمرة الاخدانِ

سجحٌ کریمٌ باذلُ خُلِّ التقیٰ   خِرقٌ وفاق طوائف الفتیانِ

فاق الوریٰ بکمالهٖ وجمالهٖ   وجلالهٖ وجنانه الرّیانِ

لاشك انّ محمّداً خیر الوریٰ   ریق الکرام ونخبة الاعیانِ

تمّت علیه صفات کلّ مزیّةٍ   ختمت به نعماء کلّ زمانِ

واللّٰه انّ محمّداً کردافةٍ   وبه الوصول بُسدة السلطانِ

هو فخر کلّ مطهّرٍ ومقدّسٍ   وبه یباهی العسکر الروحانی

هو خیر کلّ مقرّبٍ متقدّمٍ   والفضل بالخیرات لا بزمانِ

والطّلّ قد یبدو امام الوابل   فالطّلّ طلّ لیس کالتهتانِ

بطلٌ وحید لا تطیش سهامُهُ   ذو مُصمیات موبق الشیطانِ

هو جنّةٌ انّی اریٰ اثمارهُ   وقطوفهٗ قد ذلّلت لجنانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

القیتہ بحر الحقائق والہدیٰ	ورأیتہ کالدر فی اللمعان
قد مات عیسیٰ مطرقاً ونبینا	حیّ وربی انہ وافانی
واللہ انی قد رأیت جمالہ	بعیون جسمی قاعداً بمکانی
ھا ان تظنیت ابن مریم عائشاً	فعلیک اثباتاً من البرھان
افانت لاقیت المسیح بیقظۃ	اوجاءک الانباء من یقظان
انظر الی القرآن کیف یبیّن	افانت تعرض عن ھدی الرحمان
فاعلم بانّ العیش لیس بثابت	بل مات عیسیٰ مثل عبدٍ فانٍ
ونبیّنا حیّ وانّی شاھدٌ	وقد اقتطفت قطائف اللقیان
ورأیت فی ریعان عمری وجھہ	ثم النبیّ بیقظتی لاقانی
انی لقد اُحییتُ من احیائہ	واھاً لاعجازٍ فما احیانی
یا ربّ صلّ علیٰ نبیّک دائماً	فی ھذہ الدنیا وبعثٍ ثانٍ
یا سیدی قد جئت بابک لاھفاً	والقوم بالاکفار قد اذانی
یفری سھامک قلب کلّ محاربٍ	ویشجّ عزمک ھامۃ الثعبان
للہ درک یا امام العالم	انت السّبوق وسیّد الشجعان
انظر اِلیّ برحمۃٍ وتحنّنٍ	یا سیّدی انا احقر الغلمان
یا حِبّ انّک قد دخلت محبّۃ	فی مھجتی ومدارکی وجنانی
من ذکر وجھک یا حدیقۃ بھجتی	لم اخل فی لحظٍ ولا فی آنٍ
جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا	یا لیت کانت قوّۃ الطیران

جن لوگوں کو آپ مدعیان قادیان اور اہلِ قادیان کے حقارت آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں، ان کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ تامہ جو حضورؐ کو واقعۃً حاصل ہیں ان کا علم آپ کو اس عربی قصیدہ کے مطالعہ سے ہو سکیگا جو میں ساتھ شامل کر رہا ہوں۔ یہ وہی باتیں ہیں جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جنکا احادیث میں ذکر ہے۔ جن سے اسلامی تواریخ کے صفحات تا قیامت تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ اور یہ نظم تو صرف مشتے نمونہ از خروارے والی بات ہے، ورنہ مدعیانِ قادیان کی جو کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو تحریر پڑھو، ایک سے ایک بڑھکر اور زندہ خدا، زندہ رسول، زندہ کتاب اور زندہ مذہب کی زندہ برکات کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے لیکن اگر آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ تامہ وہ ہیں جو آپ نے سیرت النبی جلد سوم کے ص۷۶۲ پر تحریر فرمائے ہیں یعنی :-

"سب سے پہلی چیز جو آپؐ کی ذاتِ مبارک کے ساتھ مخصوص تھی، اور جس کا کوئی حصہ افرادِ اُمّت کو نہیں ملا وہ نبوت اور اس کے لوازم وحی تشریع، اخبارِ الٰہی، نزولِ جبریل، نسخِ احکام وغیرہ ہیں۔ یعنی آپؐ کے سوا نہ تو کسی فردِ اُمت پر کوئی وحی [1] آئی اور نہ آسکتی [2] ہے۔ اور نہ کسی کو کوئی شریعت لانے اور نئے مذہبی قانون [3] وضع کرنے کا اختیار ہے۔ نہ وہ بے گناہ [4] اور معصوم ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ [5] سے سن کر خبر دے سکتا ہے۔ نہ اس کے پاس [6] قاصدِ الٰہی آسکتا ہے۔ نہ وہ احکام [7] شرعی کو منسوخ کر سکتا ہے وغیرہ۔ صرف دو چیزیں ایسی ہیں جو افرادِ اُمّت کے لئے باقی ہیں۔ اور وہ رویائے صالحہ اور کشف و الہام ہیں۔"

۱ اسلامی تاریخ سے افسوسناک لاعلمی کا نتیجہ۔ ۲ گویا وحی کا بھیجنا سید سلیمان صاحب ندوی کے اختیار میں ہے۔ خود ہی یہ لکھکر کہ وحی کے تین طریقے ہیں، اپنی بات کی آپ ہی اور اُسی کتاب میں تغلیط بھی کر دی ہے۔ ۳ گویا انبیاء اپنے اختیار سے یہ کام کیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے اختیارات کو محدود کرنا آپ ہی کا کام ہے، ۴ گویا آپ عالم الغیب بھی ہیں۔ ۵ گویا خالق و مخلوق میں سلسلہ رسل و رسائل کا آپ نے منقطع کر دیا ہے۔ کیونکہ خدائی ڈاک آپ کی معرفت آیا کرتی ہے۔ ۶ گویا خالق و مخلوق کا باہمی تعلق ٹوٹ گیا ہے۔ ۷ گویا پہلے نبی اپنی مرضی سے یہ کام کیا کرتے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

نوٹ :- ایسے رویائے صالحہ اور الہام کا نام نعمت رکھنا جو نہ صاحب رویاء و الہام پر حجت ہے اور نہ دوسروں پر اور جسکی صداقت پر تحدی کرنا ضلالت و گمراہی ہے سید صاحب ہی کا کام ہے۔ اور ایسی ناپاک اور گندی چیزوں کو جو مفضی الی الضلالت ہیں رویائے صالحہ و الہام کے نام سے یاد کرنا ایڈیٹر رسالہ معارف ہی کو زیب دیتا ہے۔ اس افصح العرب و العجم کا کام نہیں کہ ان اضغاثِ احلام کا یہ پاکیزہ نام رکھے یا انہیں بشارت قرار دے۔ اور اگر آپ کے نزدیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ذرا ان باقیماندہ دو چیزوں کی حقیقت بھی اپنے ہی الفاظ میں سن لیجئے !:-

"غرض ختم نبوت کے بعد اب جو نعمت اہل ایمان کے لئے باقی رہ گئی ہے وہ صرف دو ہیں ، رویائے صالحہ اور الہام لیکن چونکہ نبی کے سوا کوئی انسان معصوم نہیں - اور نہ اس کی سچائی کی کوئی قطعی شہادت موجود ہے - اس لئے کسی مومن کے رویاہائے صالحہ اور الہامات کسی دوسرے شخص پر بلکہ خود اس پر بھی حجت نہیں - اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر یقین حاصل کرنا اور ان کی اطاعت و پیروی کرنا اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اور ان کی صداقت پر تحدی کرنا ضلالت و گمراہی ہے - ان رویاہائے صالحہ اور الہامات کے ذریعہ سے جو چیز مومن کو دی جاتی ہے وہ احکام نہیں ہوتے ، بلکہ صرف خوشخبریاں ہوتی ہیں یعنی امر غیب اور مستقبل کے کچھ اطلاعات اور مناظر "

سچ ہے ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل ÷ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

نہ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے ، نہ احادیث میں اس کا کچھ ذکر ہے ، نہ مسلمانوں کی تیرہ صد سالہ تاریخ اس پر شاہد ہے - اگر ان تمام والہانہ قربانیوں کا نتیجہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیں ، اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا - اس سرٹیفکیٹ کا مآل یہی ضلالت و گمراہی تھا - تو یہ بدبختی چھپانے کے لائق ہے اظہار کے لائق ہرگز نہیں مسلمانوں کو نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ :- رویاہائے صالحہ اور الہام ایسی ہی چیزیں ہیں جنکی قطعیت یقینی نہیں تو یہ شرم سے ڈوب مرنیوالی چیزیں ہیں فخر و مباہات کے لائق ہرگز نہیں - کیا یہی اسلام ہے جو آپ سیرۃ النبی کے ذریعہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں - خدا کے لئے کچھ تو خدا کا خوف کیجئے - کیوں سیرۃ النبیؐ کی مقدس اوٹ میں اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا ہے -

اگر رویائے صالحہ اور الہام ویسی ہی لغو چیزیں ہیں تو خدا تعالیٰ کو کیا مجبوری پیش آگئی ہے کہ وہ ان کے بغیر رہ نہیں سکتا - اور انسانوں کو اس لغویت کی ضرورت ہی کیا ہے کیا اس ضلالت و گمراہی کے بغیر ان کا گذارہ نہیں ہو سکتا ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے بدقسمت اور بدنام کنندہ نکو نامے چند مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہیئے کہ جن سے یہود نا مسعود ہزار درجہ بہتر رہے۔ جن کے مرد تو ایک طرف عورتیں بھی باوجود نبی اور ولی نہ ہونے کے قطعی الہام اور یقینی وحی کے انعام سے سرفراز ہوتی رہیں۔

جبرائیل کا نزول ان پر ہوتا رہا، قاصد بھی ان کے پاس آتے رہے، اور خدا اسے سنکو خبریں بھی ان کو دیتے رہے۔ افسوس! یہ ساری بدبختی اور بدنصیبی آپ نے اپنے حصہ میں محض اس لئے رکھی کہ اسلام کا شاندار محل گرتا ہے تو بلا سے مدعیانِ قادیان کبھی نہ کسی طرح نیچے آگر مر جائیں۔ مگر جسے خدا رکھے اسے کون چکھے، مدعیانِ قادیان تو بڑی ہستیاں ہیں، اُن کے ادنےٰ ادنےٰ کفش بردار بھی الہام اور کشف اور رویاہائے صالحہ (وہ نہیں جو سید سلیمان ندوی والے رویاہائے صالحہ ہیں، بلکہ وہ جن کا نام اس افصح العرب والعجم نے مبشرات رکھا ہے) کی دولت سے مالا مال ہیں، اور اپنی خوش بختی پر نازاں۔ آپ کے قلب کا بلب اگر فیوز نہیں ہوگیا، اور اگر آپ من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا کا مصداق نہیں رہنا چاہتے تو آپ بھی اپنے گھر میں بجلی کی فٹنگ کرا کر بجلی کا کنکشن لے لیجئے۔ ورنہ یوم یعضّ الظالم علیٰ یدیہ یقول یالیتنی اتّخذت مع الرّسول سبیلاo یویلتیٰ لیتنی لم اتّخذ فلانًا خلیلاo لقد اضلّنی عن الذکر بعد اذ جاءنیؕ وکان الشیطٰن للانسان خذولاo وقال الرّسول یارب انّ قومی اتّخذوا ھٰذا القرٰان مھجورًاo وکذٰلک جعلنا لکلّ نبیٍّ عدوًّا مّن المجرمین وکفٰی بربّک ھادیًا وّنصیرًاo (فرقان ع ۳)۔ اور ان تقول نفسی یٰحسرتی علیٰ ما فرطّ فی جنب اللہ وان کنت لمن السّاخرین کا نظارہ دیکھنا نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو درک الشقاء اور سوء القضاء سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات تامہ کے متعلق جو حضور کو واقعۃً حاصل ہیں۔ ایک اور اقتباس سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰ بغرض ملاحظۂ اشرف عریضۂ ہذا کے ساتھ منسلک کرتا ہوں :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"کلامِ الٰہی اگرچہ فی ذاتہٖ کلامِ انسانی سے ایسا ہی ممیّز ہے جیسا
خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے فیضانِ وحی
حسب استعداد و حالتِ صفوت و اخلاقِ فاضلہ و ملکاتِ صالحہ
وحی یاب ہوا کرتا ہے۔ اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے۔
جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ پاک کلام بہت سے
فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اُترا ہے۔ سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی
نہیں۔ مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق اور ذوق سے بھری ہوئی
واردات اور دردِ دل اور جوشِ محبت اور صدق و صفا و تبتّل و وفا
و توکل و رضا و نیستی و فنا اور شورشہائے عشق مولا ایک قسم کے فرشتے ہی
ہیں۔ جو قادرِ مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود
میں اکمل و اتم طور پر پیدا کئے تھے۔ اور پھر اسی کے اتباع سے ہر ایک
مومن کامل کے دل میں بھی باذنہٖ تعالےٰ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ عام
مومنوں میں بھی جو ابھی حالتِ کمالیہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے۔
لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کی طرح ہے جو بہ افروختگی آگ کا کام نہیں
دے سکتی۔ جیسے ظاہر ہے کہ انڈہ مُرغ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ بیج
درخت کا کام دے سکتا ہے۔ اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے۔
لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدّت تک زمین کھودنے کے وہ
پانی نکل نہیں سکتا۔ اسی طرح آتشِ شوقِ الٰہی جب تک اپنے کمال اشتعال
کو نہ پہنچے تب تک اس کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ چاروں
طرف سے مشتعل ہو جاتی ہے تب دخلِ شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں
کا کام دیتی ہے۔ اور ملائکہ کی حفاظت میں تیار کی جاتی ہے۔ پاک اعمال
پاک حالتیں، پاک واردتیں، پاک جوش اور پاک ذوق اور پاک حزن اور
پاک اخلاقی ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کی حالت میں ہوں، تو ان نیک
اور ہوشیار چوکیداروں کی طرح ہیں، جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں
پر چاروں طرف دن رات پہرہ کے لئے کھڑے رہتے ہیں۔ سو ہر چند اس محل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے سارے دروازے کھلے ہیں۔ یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں ہیں۔ مگر بباعث تقید محافظین بجز سرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی نابکار چیز زندہ نہیں جا سکتی۔ اور اگر کتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پکڑا جاتا ہے۔ اور مار کھاتا ہے لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک اور ہوشیار چوکیدار نہیں۔ گو اس میں ٹھنڈی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں، مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں۔ اور کتے اس کی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں۔ سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتل و محبت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں۔ اور جس جگہ یہ مرتبہ کمال تام کا نہیں، اس جگہ وحی بھی اس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے۔ غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی اور انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے۔ اس لئے خدائے جلشانہٗ نے انکو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا۔ اور وہ سینہ و دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھیرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہی کے دکھانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر دل پر ڈال نہیں سکتی جیسا قوی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پُربرکت اثر وہ لاکھوں دلوں پر ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ تعالیٰ کا ایک نہایت مصفیٰ آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیۂ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔" (سرمہ چشم آریہ)

اس روح پرور، ایمان افزا اور تاثیر میں ڈوبی ہوئی تحریر کو پڑھیں، بار بار پڑھیں اور ایمان سے کہیں کہ کیا تیرہ سو سال میں قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تعریف کسی اور نے بھی کی ہے۔ کیا سیرت النبی کی مقدس اوٹ میں آپ اس نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشِش فرما رہے ہیں۔ چونکہ آپ صاحبِ حال نہیں ہیں اپنے خشک علم کی بنا پر نبوت کا کمال اسی میں سمجھتے ہیں "خدا نے کسی نہ کسی طرح ان کو اپنے کلام و ارشاد سے مفتخر اور اپنے احکام سے مطلع فرمایا ہے۔ ان کے ادراک و احساس کی قوتوں کو اس قدر بلند کیا کہ عام انسانوں کو جو چیزیں نظر نہیں آتیں اُن کو نظر آتی ہیں۔ عامۂ بشر جن آوازوں کو نہیں سُن سکتے، وہ اُن کو سُنائی دیتی ہیں۔ ملائکۂ الٰہی خدا کے قاصد بنکر اُن کے پاس آتے ہیں۔ صداقت کے لحاظ سے اُن کے خواب و بیداری کا ایک ہی عالم رہا ہے۔ کیونکہ گو اُن کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اُن کے دل نہیں سوتے۔ اور اُن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی نشانیوں میں سے کوئی نہ کوئی نشانی بھی عطا فرمائی ہے۔" (جلد سوم ص۲۲۶) مگر افسوس ہے کہ ان سب باتوں میں سے کسی ایک کا بھی آپ کو ذاتی تجربہ نہیں ہے۔ صرف حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کی روایات پڑھکر اپنے طور پر اندازہ لگا لیا کہ نبی میں یہ یہ باتیں ہوتی ہوں گی۔ کبھی قرآن کریم میں تدبّر کرنے کی توفیق شاید آپ کو نہیں ملی۔ اور نہ کبھی یہ خیال کیا کہ نبی کیا ہوتا ہے۔ اس کے آنے کی غرض کیا ہے۔ اس کی صداقت کس طرح پرکھی جاتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر سلسلۂ نبوت بند ہو جاوے تو اس کا نقصان کیا ہے۔ خدا پر کیا الزام عائد ہوتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی کس طرح تنقیص ہوتی ہے۔ اور بغیر انبیاء کے دُنیا کا اخلاقی اور روحانی بیڑا کس طرح غرق ہو جاتا ہے۔ صرف خاتم النبیین کا لفظ دیکھکر طوطے کی طرح رٹ لیا ہے کہ نبوت بند ہے۔ حالانکہ یہ سلسلہ بند کرنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ لوگ باوجود عالم ہونے کے ناکردنی اور ناگفتنی باتوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ آپ اپنی طرف ہی دیکھ لیں کہ باوجود اس کے کہ آپ اول تو سید کہلاتے ہیں، پھر مسلمان ہیں، پھر ایک مؤقر رسالہ کے ایڈیٹر ہیں، عالم ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصنف اور مؤلف ہیں، ضعیف العمری کی وجہ سے چراغِ سحری ہیں، مگر بایں ہمہ دل میں خدا کے خوف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ حال ہے کہ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار کی پرِشّہ جتنی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک طرف آپ سراسر تحکّم کی راہ سے فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت بند ہے۔ حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے، نبوّت بند کرنے والے متکبّر اور جبّار لوگ ہوتے ہیں، ان کے دلوں پر مُہر ہوتی ہے، یہ عقیدہ اللہ تعالےٰ اور مومنوں کی سخت ناراضگی کا موجب ہے۔

آپ نبوت کے بند ہونے کو بشارت بھی قرار دیتے ہیں اور دبی زبان سے یہ بھی اقرار کر لیتے ہیں کہ صحابہؓ پر یہ بات سخت گذری۔ تجاہلِ عارفانہ کر کے آپ یہ بھی فرماتے ہیں، کہ ابن مریمؑ کے نزول کی خبر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسے نبی کے نام سے پکارتے ہیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں "کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، خُتم بیَ النبیّون۔ جس کا مطلب عام فہم طور پر یہ ہے کہ نبوّت کے لئے جو ساری دُنیا اور ساری اقوام میں سے امیدوار لئے جاتے تھے اب دوسری اقوام میں سے امیدوار نہیں لئے جاویں گے۔ بلکہ الہٰی گورنمنٹ نے آئندہ کے لئے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہ عہدہ اب اپنے ملازمین کے سوا کسی کو نہ دیا جاوے گا۔ اور ملازمین میں سے بھی صرف اُس کو مل سکیگا جو اپنی حُسنِ کارکردگی اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے مستحق سمجھا جاوے گا۔ مگر آپ فرماتے ہیں، خدا نے نبوّت کا عہدہ ہی اُڑا دیا ہے۔ حالانکہ نبوّت وہ عہدہ ہے جس سے خدا کی ہستی کا پتہ لگتا ہے، اُس کی توحید کا قیام ہوتا ہے، بے عملی اور بدعملی کی موت سے نجات ملتی ہے۔ تالیفِ قلوب ہو کر قوم آپس میں بھائی بھائی بنتی ہے۔ ایک واجب الاطاعت امام، ایک مرکز، ایک بیت المال قائم ہو کر از سرِ نو زندگی ملتی ہے۔ ختم بیَ النبیّون کا مفہوم من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین کے عین مطابق ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں، چُوہے اور چور جس قدر چاہیں گھر میں اودھم مچائیں مگر بلّی اور چوکیدار کوئی نہ آئے۔ گویا آپ When The Cat is away, the Mice will play کا نظارہ دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (۱) شر البشر شرار العلماء۔ (۲) علماء ھم شر من تحت ادیم السماء۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ایسے بیباک علماء کا خدا رسول سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے جو ہوائے نفسانی میں بہے جا رہے ہوں۔ اور اللہ رسول کی پرواہ ہی کوئی نہ کریں علماء تو وہ ہوتے ہیں جو تختۂ دار پر بھی حق بات کہنے سے نہ چوکیں۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔

قرآن میں تو لکھا ہے خاتم النبیین، مگر یار لوگوں نے خود غرضی سے تحریف کر کے ختم نبوت کی اصطلاح گھڑ لی ہے۔ حدیث میں تو لکھا ہے ختم بی النبیون مگر یہ لوگ اپنی نادانی سے نہیں بلکہ خود رائی سے ختم بی النبیون کا یہ مفہوم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خاتم النبیین اور ختم نبوت اور ختم بی النبیون اور ختم بی النبوۃ علیحدہ علیحدہ ترکیبیں ہیں اور ان کے مفہوموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فافھم وکن من المفکرین والممعنین۔

خاکسار عطا محمد

امرتسر بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۶ر فروری ۱۹۳۶ء "الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق"

بگرامی خدمت قبلہ سید سلیمان صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ اس عاجز نے مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو ایک ملفوف آں مکرم کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ یہ تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ وہ آپ کو موصول نہ ہوا ہو، البتہ ذرا طویل ہونے کی وجہ سے یہ امکان ضرور ہے کہ اس میں مندرج جملہ امور کا بیک وقت جواب دینے کیلئے زیادہ مہلت درکار ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ جیسا کہ میں نے ابتدا ہی میں عرض کر دیا تھا، کہ میرے بنیادی مطالبے صرف تین ہی ہیں۔ اور ان کے جواب کے لئے جس قدر تاخیر آں مکرم کی طرف سے ہو گئی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ پس میں اس خط کے ذریعے سے ایک بار پھر آں مکرم کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ (۱) براہِ کرم مجھے اس عریضہ کے جواب سے جلد از جلد سرفراز فرمایا جاوے۔ اور اگر تاحال جواب تیار نہیں ہوا تو (۲) کم از کم مجھے یہ اطلاع دیدی جاوے کہ کب تک اسکے جواب کی مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ (۳) اگر آپنے اس کا جواب نہ دینا ہو تو پھر میرا خط جو میں نے خوشخطی کا التزام کرتے ہوئے اس محنت اور دیدہ ریزی سے لکھا تھا للّٰہ بصیغہ بیرنگ ہی مجھے ارسال فرما دیں۔ میں آپ کی یہی بڑی بندہ نوازی سمجھوں گا۔

مجھے افسوس ہے کہ جس خندہ پیشانی سے آپ نے تحقیق حق میں میری رہنمائی کے لئے آمادگی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اظہار فرمایا تھا اس کا انجام "خموشی معنے دارو کہ درگفتن نمے آید" پر ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اگر مجھ سے کوئی خطا ہوگئی ہے تو اُسے للّٰہ فی اللہ معاف فرماکر اصل امر کے جواب سے مجھے خوش وقت فرمائیں۔ کہ آخر اس میں بھی حصولِ رضائے الٰہی کا بہت بڑا راز پنہاں ہے۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ۵

مَیں امید کرتا ہوں کہ میری قسم کا پاس کرتے ہوئے آپ مجھے خط کے جواب سے محروم نہ رکھیں گے۔ اگرچہ گذشتہ خط میں بھی مَیں بہت کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مگر مَیں اس محبت کے تقاضا سے جو مجھے غائبانہ آپ سے ہے کمال اخلاص اور ہمدردی سے ایک بار پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حق کو قبول کرنا بہت بڑے اولوالعزم اور مستقیم الحال لوگوں کا کام ہے۔ اور قبولِ حق کے راستہ میں جو جو مشکلات ہیں ان کا خیال کرکے بھی انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے مگر بمصداق احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ جبتک انسان یہ امتحان پاس نہ کرے صادق الایمان ہونے کا سرٹیفیکیٹ حاصل نہیں کرسکتا۔ آپ بھی یہ امتحان پاس کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسی لازوال عزت آسمان پر دیگا جو آپکے وہم وگمان میں بھی نہ آئی ہوگی۔ قل ان کان اٰباؤکم...... رات کو سوتے وقت پڑھیں اور تقویٰ اللہ کو مدنظر رکھکر میری معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور دل کو بغض ومحبت کے جذبات سے خالی کرکے صراطِ مستقیم کی خلوصِ نیت سے دُعا کریں، اللہ تعالیٰ ضرور آپکی رہنمائی فرمائے گا۔

عاجز عطا محمد از امرتسر ۶ر فروری ۴۵ء

دارالمصنّفین

۱۲ر فروری ۴۵ء

مکرم۔ السلام علیکم

کارڈ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ العالی کے نام موصول ہوا۔ جناب کو غالباً علم نہو۔ مولانا دو ماہ سے دارالمصنّفین سے باہر ہیں۔ موصوف انڈین ہسٹاریکل کانگریس کی صدارت کے سلسلہ میں مدراس تشریف لیگئے تھے۔ وہاں سے بمبئی اور اب حیدرآباد میں تشریف رکھتے ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ابھی یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ جناب کے والا نامہ کا جواب کب تک جائیگا۔ کیونکہ ابھی حضرت مولانا کے واپسی کی کوئی تاریخ متعین نہیں ہے۔

والسلام

سید اسلم ؎